جلد ۸ | دسمبر ۱۹۶۷ء | شمارہ ۱۲

تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان و بھارت چھ روپے
دیگر ممالک تیرہ شلنگ

فی پرچہ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنهون عن المنکر

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

دسمبر ۱۹۶۷ء

فتح ۱۳۴۶ ھ

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:۔ چھ روپے ٭ فی پرچہ:۔ ساٹھ پیسے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تأمرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

(آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

دسمبر ۱۹۶۷ء

فتح ۱۳۴۶ ھ

(ایڈیٹر)

مسعود احمد دہلوی

سالانہ چندہ:- چھ روپے ☆ فی پرچہ:- ساٹھ پیسے

فہرست مضامین

(ناشر :- چوہدری محمد ابراہیم ؛ مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ؛ مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۸ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۱۲

دسمبر ۱۹۶۷ء

رمضان کی عظیم الشّان برکتوں کا اصل اور حقیقی راز

قرآنی ہدایت سے فیضیاب ہونے کی اہلیت اور اُس کا نشوو ارتقاء

رمضان بے انتہا برکتوں والا مہینہ ہے۔ احادیث میں اس کی عظیم الشان برکتوں کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَاٰخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ یعنی رمضان ایسا بابرکت مہینہ ہے کہ اس کی ابتداء رحمت ہی رحمت ہے اور اس کے درمیان میں مغفرت ہے اور اس کے آخر میں انسان آگ سے نجات حاصل کر کے جنّت کا مستحق بنتا ہے۔ اسی طرح ایک اور موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ یعنی جو شخص رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں ثواب کی امید کرتے ہوئے رکھتا ہے اُسکے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ نیز حضورؐ نے ایک حدیث میں رمضان کی برکات بیان کرتے ہوئے فرمایا اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّیٰطِیْنُ یعنی جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنّم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

پھر حدیثِ قدسی کی رُو سے خود خدائے عزّ وجلّ نے فرمایا کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامُ هُوَ لِيْ وَاَنَا اُجْزٰى بِهٖ یعنی بنی آدم میں سے جو بھی کوئی عمل کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے سوائے روزہ کے کیونکہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزاء میں خود ہوں۔ اسی حدیث میں یہ بھی مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سُنانے کے بعد فرمایا فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ یعنی قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ روزہ دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کو مُشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور مرغوب ہے۔

اور یہ تو خود قرآن مجید سے ہی ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ خاص طور پر رمضان میں اپنے بندوں کی دُعائیں بکثرت سُنتا اور انہیں خصوصی رنگ میں قبولیتِ دُعا کے انعام سے نوازتا ہے۔ اِسی لئے تو اُس نے خاص روزوں کے تعلق میں اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ کا ذکر فرما کر اپنے بندوں کو یاد دلایا ہے کہ وہ سمیع الدّعاء ہے۔ اِس سے یہی بتانا مقصود ہے کہ یُوں تو مَیں ہر وقت اور ہر آن ہی پکارنے والے کی پُکار کا جواب دیتا ہوں لیکن رمضان کے مہینہ میں جب بندہ روزہ کی حالت میں مجھے پکارتا ہے تو مَیں خاص طور پر اُس کی دُعا کو قبولیّت کے شرف سے نوازتا ہوں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر رمضان کے مہینہ کو ایسی کیا خصوصیّت حاصل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اِسے اِس قدر برکت والا بنایا ہے؟ آخر اللہ تعالیٰ کو خاص طور پر اس مہینہ میں دن کے وقت لوگوں کا عبادت کے طور پر بھوکا اور پیاسا رہنا اور دن اور رات کے اکثر اوقات کو بعض مخصوص عبادات بجا لانے میں بسر کرنا اس درجہ کیوں پسند ہے؟ سو اس کی ایک خاص وجہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کو اپنی کامل ترین، آخری اور ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی شریعت یعنی قرآنِ مجید کے نزول کی سالگرہ کے طور پر مقرر فرمایا ہے اور اِس مہینہ کو اپنی غیر معمولی برکتوں، رحمتوں اور فضلوں سے اِس لئے مالامال فرمایا ہے تاکہ لوگ قرآنِ مجید کی لازوال و بے مثال تعلیم سے اور اس پر عمل پیرا ہونے سے کبھی اور کسی حال میں بھی غافل نہ ہوں بلکہ سال بہ سال اِس ماہِ مبارک کی مخصوص عبادات بجا لا کر اور اس کی عظیم الشان برکتوں سے بہرہ ور ہو کر اور زیادہ عزم و تعہّد کے ساتھ قرآنی ہدایت پر کاربند رہیں اور اس کے نُور سے اپنے سینوں کو ہمیشہ ہی منوّر رکھنے کی کوشش کرتے چلے جائیں۔

اِس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے رمضان میں ایک ایسی عظیم الشان برکت رکھدی ہے

کہ جو اصل اور بنیادی برکت کی حیثیت رکھتی ہے۔ اِس برکت سے پُورے طور پر بہرہ ور ہونے کے بعد ایک مسلمان لازمی نتیجہ کے طور پر اُن تمام برکتوں سے از خود بہرہ ور ہوتا چلا جاتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے ذیلی یا فروعی برکات کے طور پر رمضان کے ساتھ وابستہ قرار دیا ہے اور جن کا ذکر تفصیل سے احادیث میں آتا ہے۔ رمضان کی وہ اصل اور بنیادی برکت یہ ہے کہ رمضان کے روزے اور ان کی مخصوص عبادات اگر انہیں کمال حسنِ نیت اور پُوری شرائط کے ساتھ بجالایا جائے ایک مسلمان میں قرآنی ہدایت سے کما حقہٗ مستفیض ہونے کی اہلیّت پیدا کر دیتی ہیں۔ اور جن میں یہ اہلیّت کسی نہ کسی حد تک پہلے سے موجود ہو رمضان کے روزے اور ان کی مخصوص عبادات اسے اور زیادہ ترقی دے کر انہیں قرآنی ہدایت پر کاربند ہونے میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقامات پر فائز کرتی چلی جاتی ہیں۔ رمضان کی اِس اصل اور بنیادی برکت یعنی قرآنی ہدایت سے کما حقہٗ مستفیض ہونے کی اہلیّت سے بہرہ ور ہونے کے بعد ایسے خوش نصیب مسلمان کے لئے نہ صرف رمضان میں بلکہ ہمیشہ ہمیش کے لئے شیطان زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے یعنی نہ صرف یہ کہ اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ آئندہ بھی گناہوں کے ارتکاب سے وہ ہمیشہ ہمیش کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور فی الحقیقت نہ صرف اگلے جہان میں بلکہ اِس جہان میں بھی ہمیشہ ہمیش کے لئے اُس پر دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے اُس پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ پھر وہ جہاں اور جس حال میں بھی ہو دم نقد بہشت میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے خوش نصیب لوگوں کو رمضان کی اِس اصل اور بنیادی برکت کے نتیجہ میں علیٰ قدرِ مراتب رؤیا و کشوف اور مکالمہ و مخاطبہ کے شرف سے بھی نوازتا ہے۔

رمضان کے نزولِ قرآن کی سالگرہ کے طور پر مقرر کئے جانے اور پھر اس کی اصل اور بنیادی برکت کے طور پر مسلمانوں میں قرآنی ہدایت سے مستفیض ہونے کی اہلیّت کے پیدا ہونے اور نتیجۃً ان کے انعاماتِ الٰہی سے بہرہ ور ہونے کا اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں ذکر کیا ہے البتہ اُس نے اِس اہلیّت کے لئے ایک خاص اصطلاح استعمال فرما کر اس کے تحت ملنے والے انعامات کی طرف نہایت لطیف پیرائے میں اشارہ فرمایا ہے۔ چنانچہ سطورِ ذیل میں ہم قرآن مجید کی رُو سے رمضان کی اِس عظیم الشان اہمیّت، اس کی اصل اور بنیادی برکت اور اس کے نتیجہ میں ملنے والے انعامات کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔

جہاں تک رمضان کے نزولِ قرآن کی سالگرہ کے طور پر مقرر کئے جانے کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے :۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۔ (البقرہ آیت ۱۸۶)

رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل ہونا شروع ہوا، وہ قرآن جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا گیا ہے اور جو کھلے دلائل اپنے اندر رکھتا ہے، ایسے دلائل جو ہدایت پیدا کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی قرآن میں الٰہی نشان بھی ہیں۔ اس لئے تم میں سے جو شخص اس مہینے کو اس حال میں دیکھے (کہ وہ نہ مریض ہو نہ مسافر) اسے چاہیئے کہ وہ اسکے روزے رکھے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتا کر کہ رمضان کا مہینہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں قرآن جیسی اکمل اور ہمیشہ ہمیش قائم رہنے والی شریعت نازل ہونی شروع ہوئی مسلمانوں کو فرضِ عین کے طور پر اس مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزوں اور اس کی دیگر مخصوص عبادات کو خاص طور پر قرآنِ مجید کی سالگرہ کے طور پر مقرر کیا ہے۔ اور ان کی علّتِ غائی یہی ہے کہ مسلمان قرآن جیسی کامل ترین شریعت سے اور اس پر بدل و جان عمل پیرا ہونے سے کبھی اور کسی حال میں بھی غافل نہ ہوں کیونکہ یہ شریعت جیسا کہ اُس نے خود فرمایا ہے هُدًى لِّلنَّاسِ ہے، بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى اور الْفُرْقَانِ ہے۔ اس طرح اُس نے یہ یاد دلایا ہے کہ اے اسلام کا دم بھرنے والو! ایسی کامل اور ایسی بے مثال و لازوال شریعت سے روگرداں رہ کر تم ہدایت پر قائم رہ ہی نہیں سکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تم اِس ماہِ مقدس میں روزے رکھ کر اور اس کی مخصوص عبادات بجا لا کر اپنے اندر قرآنی ہدایت سے ہمیشہ بہرہ ور رہنے کی اہلیّت پیدا کرو۔ اس اہلیّت سے اپنے آپ کو متّصف رکھنے اور قرآنی ہدایت پر عمل پیرا رہنے میں ہی اُن تمام برکتوں کا راز مضمر ہے جنہیں رمضان کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے۔

اب رہا یہ امر کہ اگر رمضان کو اس کی مخصوص شرائط کے ساتھ بسر کیا جائے تو کیا واقعی یہ انسان میں قرآنی ہدایت سے کما حقہٗ مستفیض ہونے کی اہلیّت پیدا کر دیتا ہے؟ سو اللہ تعالیٰ رمضان کی اِس عظیم الشان برکت کا جو فی الحقیقت اس کی اصل اور بنیادی برکت ہے ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ (البقرہ آیت ۱۸۴)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزے کا رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تاکہ تم تقویٰ کی صفت سے متصف ہو۔

روزوں کے نتیجہ میں تقویٰ کی صفت سے متصف ہونا دراصل قرآنی ہدایت سے صحیح معنوں میں مستفیض ہونے کی اہلیت سے متصف ہونے کے مترادف ہے کیونکہ تقویٰ ہی وہ قرآنی اصطلاح ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نہ صرف اس آیت میں بلکہ دوسری آیات میں بھی قرآنی ہدایت سے مستفیض ہونے کی اہلیت کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید کا ذکر کرتے ہوئے خود قرآن مجید میں ہی فرماتا ہے :-

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ — یہی کامل کتاب ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرۃ آیت ۲) — یہ متقیوں کو ہدایت دینے والی ہے۔

اس آیت سے صاف عیاں ہے کہ قرآنی ہدایت سے مستفیض ہونے کے لئے تقویٰ کی صفت سے متصف ہونا ضروری ہے۔ اُدھر رمضان کے روزے اسی لئے فرض کئے گئے ہیں کہ ان کی مدد سے انسان متقی بنے اور تقویٰ میں ترقی کرے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان میں قرآنی ہدایت سے صحیح معنوں میں مستفیض ہونے کی اہلیت پیدا ہو جائے گی پس رمضان کی اُن عظیم الشان برکتوں کا جن کا احادیث میں تفصیل سے ذکر آتا ہے اور جنہیں ہم مضمون کے شروع میں اختصار کے ساتھ بیان کر آئے ہیں اصل اور حقیقی راز ہی یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کو متقی بنا کر اور تقویٰ میں ترقی کی راہ پر گامزن کر کے انہیں رمضان کی عبادات کے نتیجہ میں اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ قرآنی ہدایت سے صحیح معنوں میں مستفیض ہو سکیں اور اس طرح قربِ الٰہی میں ترقی کرتے چلے جائیں۔ پس رمضان کی اصل اور بنیادی برکت تقویٰ یا بالفاظِ دیگر قرآنی ہدایت سے مستفیض ہونے کی اہلیت کا پیدا ہونا ہے۔ اسی کے نتیجہ میں رمضان کے دوران اس کی مخصوص عبادات بجا لانے والوں کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ اسی کے نتیجہ میں اُن کے لئے شیاطین زنجیروں میں جکڑ دیئے جاتے ہیں اور وہ آئندہ بھی گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ اسی کے نتیجہ میں اُن کو قبولیتِ دُعا کا انعام ملتا ہے۔ اسی کے نتیجہ میں دوزخ کے دروازے اُن پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور جنت کے دروازے اُن پر کھول دیئے جاتے ہیں۔ رمضان کی تمام برکات حصولِ تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہیں جس کے ذریعہ قرآنی ہدایت سے صحیح رنگ میں مستفیض ہونے کی اہلیت پیدا ہوتی ہے۔ رمضان ایک مسلمان کو اگر وہ پوری شرائط کے ساتھ روزے رکھے تقویٰ کی صفت سے متصف کر کے اُس پر اُن تمام انعامات کے دروازے کھول دیتا ہے جو رمضان کے تعلق میں قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اُن تمام انعامات کے بارہ میں جن کا رمضان کے تعلق میں ذکر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد جگہ واضح فرمایا ہے کہ یہ سب انعامات متقیوں کے لئے ہی مخصوص ہیں یعنی اُن لوگوں کے لئے جو تقویٰ اختیار کرنے کے

نتیجہ میں قرآنی ہدایت سے مستفیض ہونے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں۔
چنانچہ ذیل میں ہم قرآن مجید کی رُو سے بعض ایسے انعامات کا ذکر کرتے ہیں جن کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے متقیوں سے کیا ہے اور یہ بعینہٖ وہی انعام ہیں جو رمضان کی برکات کے طور پر اس کے روزے رکھنے اور اس کی دیگر مخصوص عبادات بجا لانے والوں کو ملتے ہیں اور اِسی لئے ملتے ہیں کہ رمضان انہیں متقی بنا کر اُن میں قرآنی ہدایت سے مستفیض ہونے کی اہلیت پیدا کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اِس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ متقیوں کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے فرماتا ہے:۔

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّ يُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ○
(الانفال آیت ۳۰)

اے مومنو! اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو گے تو وہ تمہارے لئے ایک بڑے امتیاز کا سامان پیدا کر دے گا اور تمہاری کمزوریوں کو دُور کر دیگا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اب یہی برکت رمضان کی اِن الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ یعنی جو شخص رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید کرتے ہوئے رکھتا ہے اُس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ایسا اِس لئے ہوتا ہے کہ رمضان اپنی بنیادی برکت کے طور پر ایک مسلمان کو تقویٰ کی صفت سے متصف کر دیتا ہے۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ اِس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ متقیوں کو آئندہ کے لئے شیطانی وسوسوں سے محفوظ کر کے انہیں اِس قابل بنا دیا جاتا ہے کہ وہ گناہوں کے ارتکاب سے بچے رہیں فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ○
(الاعراف آیت ۲۰۲)

یقیناً وہ لوگ جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں جب انہیں شیطان کی طرف سے آنے والا کوئی خیال مَس ہوتا ہے تو وہ ہوشیار ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں فوراً کھل جاتی ہیں (یعنی وہ اُس شیطانی وسوسہ سے بچ جاتے ہیں)

حدیث میں یہی برکت رمضان کی بھی بیان کی گئی ہے کہ اُس میں شیطان کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَصُفِّدَتِ الشَّيٰطِيْنُ۔

پھر اللہ تعالیٰ اس امر کا ذکر کرتے ہوئے کہ میں متقیوں کی دُعائیں قبول کرتا ہوں فرماتا ہے :۔

اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ	اللہ تعالیٰ متّقیوں کے (اعمال قربانیاں اور
(المائدہ آیت ۲۸)	دعائیں) قبول کرتا ہے۔

یہی برکت اللہ تعالیٰ نے رمضان کی بھی بیان فرمائی ہے کیونکہ اُس نے قرآن مجید میں رمضان کا ذکر کرتے ہوئے اپنا یہ وعدہ خاص طور پر یاد دلایا ہے کہ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ اور مراد اس سے یہ ہے کہ جو لوگ رمضان کے روزے ان کی پُوری شرائط کے ساتھ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں خاص طور پر قبولیتِ دُعا کا انعام عطا فرماتا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں متقیوں کا ذکر کرتے ہوئے انہیں تسلی دیتا ہے کہ وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہیں گے جیسا کہ فرمایا :۔

وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔	اور (جو لوگ اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں) اللہ
(الطور آیت ۱۹)	انہیں دوزخ کے عذاب سے بچالے گا۔

رمضان کی بھی ایک برکت یہی بیان ہوتی ہے کہ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ یعنی اُس میں دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ مراد یہ کہ رمضان روزے رکھنے والوں کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اس امر کی بشارت دیتے ہوئے کہ متقیوں کے لئے جنّت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ اُس میں داخل کئے جائیں گے فرماتا ہے :۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى	اور جو لوگ تقویٰ شعار تھے انہیں جنّت کی طرف
الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا	گروہ در گروہ دھکیل کر لے جایا جائیگا یہاں
وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ	تک کہ وہ جب جنّت تک پہنچ جائیں گے تو اُس
خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ	کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اُس
فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝	کے داروغے اُن سے کہیں گے تم پر ہمیشہ سلامتی
(الزمر آیت ۷۴)	ہو تم بڑی اچھی حالت کو پہنچے ہو پس اس (جنّت)

میں داخل ہو جاؤ اس فیصلہ کے ساتھ کہ تم ہمیشہ اس میں رہو گے۔

حدیث میں رمضان کی بھی ایک برکت یہی بیان کی گئی ہے کہ اس میں جنّت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جیسا کہ حدیث کے اِن الفاظ سے ظاہر ہے کہ اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔

مذکورہ بالا جملہ آیات سے ظاہر ہے کہ تقویٰ کے نتیجہ میں انسان کو جن انعامات کا وعدہ دیا گیا ہے بعینہٖ وہی انعامات رمضان کی برکات کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ یہ اس لئے کہ رمضان کی اصل اور بنیادی برکت ہی یہ ہے کہ وہ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ کے مطابق ایک مسلمان کو متقی بنا دیتا ہے اور اِس طرح اُسے اِس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ تقویٰ کے نتیجہ میں قرآنی ہدایت سے کما حقہٗ مستفیض ہو کر اُن سب انعامات کا وارث بنے جن کا متقیوں کو وعدہ دیا گیا ہے۔ پس رمضان کی اصل اور بنیادی برکت تقویٰ کا حصول ہے جس کے نتیجہ میں وہ تمام برکتیں اور انعام جو تقویٰ کے ساتھ وابستہ ہیں انسان کو خود بخود ملتے چلے جاتے ہیں اور وہ فائز المرام ہو جاتا ہے۔ اور یہی رمضان کی عظیم الشان برکتوں کا اصل اور حقیقی راز ہے۔

جب رمضان کی علتِ غائی ہمیں تقویٰ سے مزیّن کر کے اور قرآنی ہدایت پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخش کر انعاماتِ الٰہیہ کا وارث بنانا ہے تو ہمارا یہ اوّلین فرض ہے کہ ہم رمضان ایسے انتہائی بابرکت مہینہ کو جس میں سے آجکل ہم گزر رہے ہیں اِس طور پر گزاریں کہ فی الحقیقت رمضان کی بنیادی برکت (لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ) کے طفیل ہم تقویٰ کی صفت سے متّصف ہو جائیں اور اِس میں اِس درجہ ترقی کریں کہ ہمارے لئے انعاماتِ الٰہیہ کا حصول ممکن ہو جائے۔ یہ جبھی ممکن ہے کہ ہم تقویٰ کی راہ پر آگے بڑھنے کے ساتھ ساتھ قرآنی ہدایت سے پُورے طور پر مستفیض ہوں۔ یعنی قرآنِ مجید کی بکثرت تلاوت کریں، اس کے علوم و معارف سے بہرہ ور ہوں، اس کے نور سے اپنے سینوں کو منوّر کریں اور اس کے ہر حکم پر بہ دل و جان عمل پیرا ہوں۔ اس کے بغیر ہم رمضان کی اُن برکات سے فیضیاب نہیں ہو سکتے جن کا تعلق پچھلے گناہوں کی بخشش، آئندہ گناہوں سے بچنے کی ضمانت، دوزخ کی آگ سے حفاظت اور حصولِ جنّت کی بشارت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں رمضان کی عظمت و اہمیت اور اس کی علتِ غائی کو سمجھنے کی اہلیت عطا فرمائے اور پھر رمضان کے روزوں اور اُس کی جملہ دیگر عبادات کو اس رنگ میں بجا لانے کی توفیق بخشے کہ ہم عنداللہ رمضان کی بنیادی برکت یعنی تقویٰ کے وصف سے متّصف ہو جائیں اور قرآنی ہدایت سے مستفیض ہونے کی اِس اہلیّت کے طفیل قرآن سے ایسا پیار کرنا سیکھیں اور اس کو اپنی زندگیوں میں ایسا

رائج کریں کہ فی الحقیقت قرآن ہمارے لئے حرزِ جاں بن جائے۔ تا ہمارے لئے شیطان ہمیشہ ہی زنجیروں میں جکڑا رہے، نہ صرف ہمارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ رمضان کی برکت کے طفیل ہمیں آئندہ کے لئے بھی گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ کر دے اور نہ صرف اگلے جہان میں ہم پر دوزخ کے دروازے بند رہیں اور جنت کے دروازے ہم پر کھولے جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس جہان میں بھی دوزخ سے محفوظ رکھتے ہوئے صحیح معنوں میں جنت کا وارث بنائے تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ کے مصداق یعنی دو جنتوں کے وارث قرار پائیں۔ آمین اللّٰھم آمین۔

(مسعود احمد دہلوی)

قرآنی ہدایت سے فیضیاب ہونے کی شرط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

(۱) "صفائیٔ ذہن بھی تو آخر تقویٰ سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ اسی واسطے خدا تعالیٰ فرماتا ہے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ کتاب اُنہیں کو ہدایت نصیب کرتی ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ اور جن میں تقویٰ نہیں وہ تو اندھے ہیں۔"

(الحکم ۱۴؍جنوری ۱۹۰۸ء بحوالہ ملفوظات جلد دہم صفحہ ۵۹)

---

(۲) "جیسے اندھا سورج سے کچھ فائدہ نہیں اُٹھا سکتا اسی طرح جو متقی نہیں وہ قرآن کے نور سے کچھ روشنی نہ پا سکے گا۔ جو تعصب سے نظر کرتا ہے، بات بات میں بدظنی سے کام لیتا ہے، وہ بشر تو کیا اگر فرشتہ بھی آئے تو ماننے کا نہیں۔"

(بدر ۹؍جنوری ۱۹۰۸ء بحوالہ ملفوظات جلد دہم حاشیہ صفحہ ۵۹)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام

ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہیئے

جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے وہ ظالم ہے

امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو نیک نمونہ پیش کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اصل بات یہ ہے کہ انسان کو اپنی صفائی کرنی چاہیئے۔ صرف زبان سے کہہ دینا کہ مَیں نے بیعت کر لی ہے کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا جب تک عملی طور سے کچھ کر کے نہ دکھلایا جاوے۔ صرف زبان کچھ نہیں بنا سکتی۔ قرآن شریف میں آیا ہے کہ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ۔ یہ وقت ہے کہ سابقوں میں داخل ہو جاؤ یعنی ہر نیکی کرنے میں سبقت لے جاؤ۔ اعمال ہی کام آتے ہیں، زبانی لاف و گزاف کسی کام کی نہیں۔ دیکھو حضرت فاطمہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ فاطمہ! اپنی جان کا خود فکر کر لے مَیں تیرے کسی کام نہیں آ سکتا۔ بھلا خدا کا کسی سے رشتہ تو نہیں۔ وہاں یہ نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے بلکہ اعمال کی پُرسش ہوگی۔

انسان میں کئی قسم کے گناہ، کسل، کبر، سستیاں اور باریک در باریک گناہ ہوتے ہیں۔ ان سب سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں نفسِ انسان کے تین مرتبے بیان فرمائے ہیں، امّارہ، لوّامہ، مطمئنّہ۔ نفسِ امّارہ تو ہر وقت انسان کو گناہ اور نافرمانی کی طرف کھینچتا رہتا ہے اور بہت خطرناک ہے۔ لوّامہ وہ ہے کہ کبھی کوئی بدی ہو جاوے تو ملامت کرتا ہے، مگر یہ بھی قابلِ اطمینان نہیں ہے۔ قابلِ اطمینان صرف نفس کی وہ حالت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے نفسِ مطمئنّہ کے نام سے پکارا ہے اور وہی اچھا ہے۔ وہ اس حالت کا نام ہے کہ جب انسان خدا کے ساتھ ٹھہر جاتا ہے۔ اسی حالت میں اگر انسان گناہ کی آلائش سے پاک کیا جاتا ہے۔ یہی ایک گناہ سوز حالت ہے اور اسی درجہ کے انسانوں کے ساتھ برکات کے وعدے ہوتے ہیں۔ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا ہے اور حقیقی نیکی اور

پاکی صرف الٰہی کا حصہ ہوتی ہے۔

صرف زبان کا اقرار تو خدا تعالیٰ کے نزدیک کچھ چیز ہی نہیں۔ ہم نے اکثر ہندو دیکھے ہیں کہ خیانت کرتے ہیں، کم تولتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، دُنیا کی محبت میں مرے جاتے ہیں مگر زبان سے دوسری طرف یہی کہے جاتے ہیں کہ اجی صاحب دنیا فانی ہے ناپائیدار ہے۔ پس تم ایسے ہو جاؤ کہ خدا تعالیٰ کے ارادے تمہارے ارادے ہو جاویں۔ اُسی کی رضا میں رضا ہو۔ اپنا کچھ بھی نہ ہو سب کچھ اُسی کا ہو جاوے۔ خدا تعالیٰ کسی کی نصرت نہیں کرتا جب تک وہ خود نہیں دیکھتا کہ اس کا ارادہ میرے ارادے اور اس کی مرضی میری رضا میں فنا نہیں ہے۔

مَیں کثرتِ جماعت سے کبھی خوش نہیں ہوتا۔ اب اگرچہ چار لاکھ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے مگر حقیقی جماعت کے معنے یہ نہیں کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر صرف بیعت کر لی۔ بلکہ جماعت حقیقی طور سے جماعت کہلانے کی تب مستحق ہو سکتی ہے کہ بیعت کی حقیقت پر کاربند ہو۔ سچے طور سے ان میں ایک پاک تبدیلی پیدا ہو جاوے اور ان کی زندگی گناہ کی آلائش سے بالکل صاف ہو جاوے۔ نفسانی خواہشات اور شیطان کے پنجہ سے نکل کر خدا تعالیٰ کی رضا میں محو ہو جاویں۔ حق اللہ اور حق العباد کو فراخدلی سے پُورے اور کامل طور سے ادا کریں۔ دین کے واسطے اور اشاعتِ دین کے لئے ان میں ایک تڑپ پیدا ہو جاوے۔ اپنی خواہشات اور ارادوں اور آرزوؤں کو فنا کر کے خدا کے بن جاویں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گمراہ ہو پر جسے مَیں ہدایت دوں تم سب اندھے ہو مگر وہ جس کو مَیں نُور بخشوں۔ تم سب مُردے ہو مگر وہی زندہ ہے جس کو مَیں روحانی زندگی کا شربت پلاؤں۔ انسان کو خدا تعالیٰ کی ستاری ڈھانکے رکھتی ہے ورنہ اگر لوگوں کے اندرونی حالات اور باطن دنیا کے سامنے کر دیئے جاویں تو پھر قریب ہے کہ بعض بعض کے قریب تک بھی جانا پسند نہ کریں۔ خدا تعالیٰ بڑا ستار ہے انسانوں کے عیوب پر ہر ایک کو اطلاع نہیں دیتا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ نیکی میں کوشش کرے اور ہر وقت دعا میں لگا رہے۔

یقیناً جانو کہ جماعت کے لوگوں میں اور اُن کے غیر میں اگر کوئی مابہ الامتیاز ہی نہیں ہے تو پھر خدا کوئی کسی کا رشتہ دار تو نہیں ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اِن کو عزت دے اور ہر طرح حفاظت میں رکھے اور اُن کو ذلت دے اور عذاب میں گرفتار کرے۔ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ متقی وہی ہیں کہ خدا تعالیٰ سے ڈر کر ایسی باتوں کو ترک کر دیتے ہیں جو منشاء الٰہی کے خلاف ہیں۔ نفس اور خواہشاتِ نفسانی کو اور دنیا و مافیہا کو اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ہیچ سمجھیں۔ ایمان کا پتہ مقابلہ کے وقت لگتا ہے۔

بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک کان سے سُنتے ہیں دوسری طرف نکال دیتے ہیں، ان باتوں کو دل میں نہیں اُتارتے۔ چاہے جتنی نصیحت کرو مگر اُن کو اثر نہیں ہوتا۔ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے۔

جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دُعا نہیں کی جاتی وہ پروا نہیں کرتا۔ دیکھو کسی کی بیوی یا بچہ بیمار ہو یا کسی پر سخت مقدمہ آجاوے تو ان باتوں کے واسطے اُس کو کیسا اضطراب ہوتا ہے۔ پس دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالتِ اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے جیسا کہ فرمایا اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ۔

ہماری جماعت کے لوگوں کو نمونہ بن کر دکھانا چاہیئے۔ اگر کسی کی زندگی بیعت کے بعد اُسی طرح کی ناپاک اور گندی زندگی ہے جیسا کہ بیعت سے پہلے تھی، اور جو شخص ہماری جماعت میں ہو کر بُرا نمونہ دکھاتا ہے اور عملی یا اعتقادی کمزوری دکھاتا ہے تو وہ ظالم ہے کیونکہ وہ تمام جماعت کو بدنام کرتا ہے اور ہمیں بھی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ بُرے نمونہ سے اوروں کو نفرت ہوتی ہے اور اچھے نمونہ سے لوگوں کو رغبت پیدا ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے ہمارے پاس خط آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں اگرچہ آپ کی جماعت میں ابھی داخل نہیں مگر آپ کی جماعت کے بعض لوگوں کے حالات سے البتہ اندازہ لگاتا ہوں کہ اس جماعت کی تعلیم ضرور نیکی پر مشتمل ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ خدا تعالیٰ بھی اعمال کا روزنامچہ بناتا ہے پس انسان کو بھی اپنے حالات کا ایک روزنامچہ تیار کرنا چاہیئے اور اس میں غور کرنا چاہیئے کہ نیکی میں کہاں تک آگے قدم رکھا ہے۔ انسان کا آج اور کل برابر نہیں ہونے چاہئیں۔ جس کا آج اور کل اس لحاظ سے کہ نیکی میں کیا ترقی کی ہے برابر ہو گیا وہ گھاٹے میں ہے۔ انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اُسی پر کامل ایمان رکھنے والا ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اُس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں بچائی جاتی ہیں۔

ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھا اسکا ذکر ہے کہ وہ جہاز میں سوار تھا۔ سمندر میں طوفان آگیا۔ قریب تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا اُسکی دُعا سے بچا لیا گیا اور دُعا کے وقت اُس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا۔ مگر یہ باتیں نرا زبانی جمع خرچ کرنے سے حاصل نہیں ہوتیں ... بہرحال جماعت کے افراد کی کمزوری یا بُرے نمونہ کا اثر ہم پر پڑتا ہے اور لوگوں کو خواہ مخواہ اعتراض کرنیکا موقع مل جاتا ہے۔ پس اِس واسطے ہماری طرف سے تو یہی نصیحت ہے کہ اپنے آپکو عمدہ اور نیک نمونہ بنانے کی کوشش میں لگے رہو۔ جبتک فرشتوں کی سی زندگی نہ بن جاوے تب تک کیسے کہا جا سکتا ہے کہ کوئی پاک ہو گیا۔ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ۔ فنافی اللہ ہو جانا اور اپنے سب ارادوں اور خواہشات کو چھوڑ کر محض اللہ کے ارادوں اور احکام کا پابند ہو جانا چاہیئے تاکہ اپنے واسطے بھی اور اپنی اولاد، بیوی بچوں، خویش و اقارب اور ہمارے واسطے بھی باعثِ رحمت بن جاوے۔ مخالفوں کے واسطے اعتراض کا موقع ہرگز ہرگز نہ دینا چاہیئے۔"

(الحکم ۲ر مارچ ۱۹۰۸ء بحوالہ ملفوظات جلد دہم ص ۱۳۵ تا ۱۳۸)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

فَاسْتَیْقِظُوْا مِنْ رَقْدَۃِ الْعِصْیَانِ

(سو تم نافرمانی کی نیند سے بیدار ہو جاؤ)

یَا قَوْمِ فِیْ رَمَضَانَ ظَهَرَتْ اٰیَتِیْ　　مِنْ رَّبِّنَا الرَّحْمٰنِ وَالدَّیَّانِ

اے میری قوم! میرا نشان رمضان میں ظاہر ہوا　خدائے رحمان اور جزاء دہندہ سے

فَاقْرَءْ اِذَا مَا شِئْتَ اٰیَۃَ رَبِّنَا　　خَسْفَ الْقَمَرِ وَ تَجَافَ عَنْ عُدْوَانِ

پس اگر تو چاہے تو ہمارے رب کی آیت کو پڑھ اور وہ آیت یہ ہے کہ خسف القمر۔ اور ظلم سے الگ ہو جا۔

ثُمَّ الْحَدِیْثُ حَدِیْثُ اٰلِ مُحَمَّدٍ　　شَرْحٌ لِّمَا یُتْلٰی مِنَ الْفُرْقَانِ

پھر حدیث، حدیث آلِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قرآن شریف کی آیات کی شرح میں

هٰذَا کَلَامُ نَبِیِّنَا وَ حَبِیْبِنَا　　فَافْرُغْ اِلَیْهِ وَخَلِّ ذِکْرَ اَدَانِیْ

یہ ہمارے نبیؐ اور حبیب کا کلام ہے۔ پس اس کی طرف متوجہ ہو اور ادنیٰ لوگوں کا ذکر چھوڑ دے۔

اُنْظُرْ ذُکَاءَ ثُمَّ قَمَرًا مُنْصِفًا　　هٰذَانِ لِلْکَذَّابِ یَنْخَسِفَانِ

سورج اور چاند کو منصف ہونے کی حالت میں دیکھ۔ کیا ان دونوں کو ایک کذاب کے لئے گرہن لگا؟

لِلّٰهِ اٰیَاتٌ یُرِیْهَا بَعْدَهَا　　هٰذَانِ قَدْ جَاءَكَ کَالْعُنْوَانِ

ان دونوں کسوفوں کے بعد خدا تعالیٰ کے اور بھی نشان ہیں۔ یہ دونوں عنوان کی طرح ظاہر ہوئے ہیں۔

هٰذَا مِنَ اللّٰهِ الْکَرِیْمِ الْمُحْسِنِ　　فَاسْتَیْقِظُوْا مِنْ رَقْدَۃِ الْعِصْیَانِ

یہ خدائے کریم محسن کی طرف سے ہے۔ سو تم نافرمانی کی نیند سے بیدار ہو جاؤ۔

(الحصّۃ الثانیۃ من نور الحق)

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

تو زِ خود پردۂ خودی بردار

(تُو اپنے آگے سے خودی کا پردہ اُٹھا)

مے خوری زہر۔ گر تو بخل و حسد　　مے کنی با عبادِ ربِّ احد

اگر تُو خدائے واحد کے بندوں سے بخل اور حسد کرتا ہے تو تُو زہر کھاتا ہے

تا نہ میری بتر زِ مرداری　　دُور از فضلِ حضرتِ باری

جب تک تُو فنا نہیں ہوتا تب تک مُردار سے بھی بدتر ہے اور خدا کی رحمت سے دُور ہے

تا نہ گردد سرت نگوں زِ نیاز　　پردہ از نفسِ تو نہ گردد باز

جب تک تیرا سر عاجزی کے ساتھ نیچا نہ ہو گا تب تک تیرے نفس کے سامنے سے پردہ نہ ہٹے گا

تا نہ ریزد ترا ہمہ پر و بال　　اندر اینجا پریدن است محال

جب تک تیرے سب بال و پر نہ جھڑ جائیں گے تب تک اس راہ میں تیرا اڑنا محال ہے

پردۂ نیست بر رُخِ دلدار　　تو زِ خود پردۂ خودی بردار

دلبر کے چہرہ پر تو کوئی پردہ نہیں ہے مگر تُو اپنے آگے سے خودی کا پردہ اُٹھا

ہر کہ را دولتِ ازل شد یار　　کارِ او شد تذلّل اندر کار

جسے لازوال دولت مل جاتی ہے اس کا کام ہر بات میں عجز و انکسار ہوتا ہے

آں سعیداں لقائے او دیدند　　کہ بلاہا برائے او دیدند

اُن خوش قسمتوں نے اس کے چہرہ کو دیکھ لیا جنہوں نے اس کی راہ میں مصیبتیں اُٹھائیں۔

(نزول المسیح صفحہ ۳۰۵)

رمضان کی عظیم الشّان برکات سے مستفیض ہونے کا طریق

(سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۰ دسمبر ۱۹۶۶ء کو خطبۂ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے رمضان کی عظیم الشان برکات سے مستفیض ہونے کے صحیح طریق پر بہت رُوح پرور انداز میں روشنی ڈالی تھی۔ ذیل میں حضور کے اُس خطبہ کا ایک بیش قیمت اقتباس ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے رمضان کے اِس مہینہ میں اپنی مغفرت اور اپنی رحمت کے دروازے کھولے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ مضمون پایا جاتا ہے کہ رمضان کے مہینہ میں آسمانی رحمتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور آسمانی غضب اور آسمانی ناراضگیوں اور آسمانی لعنتوں کے دروازے بھیڑ دیئے جاتے ہیں۔ اگر خدا کے بندے خدا کی خاطر خدا کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کریں تو وہ ہنسی خوشی بشاشت کے ساتھ چھلانگیں لگاتے ہوئے خدا کی جنّت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کریں اور خود اپنے ہاتھوں سے جہنّم کے اُن دروازوں کو کھولیں جن کو خدا تعالیٰ نے بھیڑ دیا تھا تو پھر اُن کی بدقسمتی ہے کہ وہ مغفرت اور رحمت کی بجائے خدا کی لعنت کو اختیار کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صرف بھوکا رہنے سے خدا خوش نہیں ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ صرف راتوں کو جاگنے سے، صرف قیامِ لیل یا احیاءِ لیل سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ بہت سے وہ بھی ہیں جو بھوکے رہتے ہیں مگر روزے کا ثواب حاصل نہیں کر سکتے۔ بہت سے ایسے بھی ہیں جو راتوں کو جاگتے ہیں مگر اُن پر ملائکہ کا نزول نہیں ہوتا جو نزول اُن بندوں پر ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کے لئے اخلاص کے ساتھ، فروتنی اور عاجزی کے ساتھ راتوں کو جاگ کر اُس کے حضور جُھک کر اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہیں اور سب کچھ کرنے کے بعد بھی اُسے وہ یہی کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم تہی دست ہیں کیونکہ جو کچھ ہم تیرے سامنے پیش کر رہے ہیں اس کے متعلق ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کے اندر کوئی ایسا کیڑا تو نہیں جو تیری ناراضگی کا موجب ہو۔ پس بجائے اس کے کہ ہم یہ کہیں کہ ہم تیرے حضور اپنے اس عمل کا تحفہ پیش کرتے ہیں، ہم آج تجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم جو کچھ پیش کر رہے ہیں اُسے نظر انداز کر دے۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں۔ ہمیں اپنی مغفرت اور اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لے۔ ہمیں نہ کسی عمل کا دعویٰ ہے اور نہ ہم

اس کا انعام تجھ سے حاصل کرنا چاہتے ہیں، ہم یہ دعویٰ ضرور کرتے ہیں کہ تو نے اپنی ذات کو غفور بھی کہا ہے اور رحیم بھی کہا ہے پس تجھے تیرے غفور ہونے کا واسطہ، تجھے تیرے رحیم ہونے کا واسطہ، ہمیں اپنی مغفرت کی چادر کے نیچے چھپا لے اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز کہ اگر تو ہمیں محض اپنے فضل سے اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے، اگر تو اپنی صفتِ رحیم کو جوش میں لا کر ہم پر اپنی رحمت کا سایہ کر دے تو یہ ناقص عمل ہم نے کیا کرنے ہیں؟ اور ان کا ہمیں کیا فائدہ؟ عمل تو ہم نے اس لئے کئے تھے کہ ہم تیری خوشنودی، تیری رضا کو حاصل کریں۔ جب تیری مغفرت کے ذریعہ، جب تیری رحمت کے ذریعہ وہ ہمیں مل گئی تو ہم یہ کیوں کہیں کہ اے خدا! ہم نے کچھ نیک کام کئے تھے ان کی جزاء ہمیں دے۔

اس کے ساتھ ہی حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ جو شخص خدا کی راہ میں اعمالِ صالحہ بجا لانے سے گریز کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ میں بغیر کسی عمل کے اس کی خوشنودی کو حاصل کر لوں گا وہ بھی غلطی پر ہے، وہ بھی خدا کو ناراض کرنے والا ہے ــــ تو درمیانہ راستہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ اعمال میں کوتاہی نہ کرو اور نیک اعمال بجا لانے میں غفلت نہ برتو۔ جس حد تک ممکن ہو سکے دن اور رات اعمالِ صالحہ بجا لاتے ہوئے اپنی زندگی کی گھڑیوں کو گزارو لیکن اس کے ساتھ ہی یہ نہ سمجھو کہ تم اپنے عمل کے نتیجہ میں کچھ بن گئے ہو یا تمہارے عمل کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ تم سے خوش ہو جائے گا اور راضی ہو جائے گا۔ کیونکہ تم نہیں کہہ سکتے کہ تمہارے اعمال میں ریاء کے، تمہارے اعمال میں تکبّر کے، تمہارے اعمال میں خود نمائی اور خود پسندی کے، تمہارے اعمال میں دوسروں کے لئے حقارت کے ایسے جراثیم نہیں پائے جاتے جو خدا کو ناراض کر دیتے ہیں۔ پس عمل کرو، عمل کرو اور عمل کرو لیکن سب کچھ کرنے کے بعد یہ سمجھو کہ تم خالی ہاتھ اور تہیدست ہو۔ جب تک خدا کی مغفرت، جب تک خدا کی رحمت تمہیں حاصل نہ ہو تم خدا کے قہر اور اُس کے غضب اور اُس کی لعنت سے اپنے آپ کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔

تو میں آج اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ اے میرے پیارے بھائیو! یہ مہینہ رحمتوں کو لُٹانے کا ہے۔ خدا آسمان سے زمین پر اس لئے آیا ہے کہ اُس کے بندے اُس کے سامنے جھولیاں پھیلائیں اور اُس کی رحمت کو، اس کی مغفرت کو، اُس کے فضلوں کو، اُس کی برکتوں کو اور اُس کی رضا کو پائیں، اُس کی خوشنودی حاصل کریں، اُس کے نُور سے اپنے سینہ و دل کو منوّر کریں۔ پس اِس مہینہ سے جتنا زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھا سکتے ہو اُٹھاؤ۔ اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کی جتنی رضا تم پا سکتے ہو اُس کے پانے کی کوشش کرو۔ اپنے دنوں کو بھی اپنی راتوں کو بھی ایسے دن اور ایسی راتیں بناؤ کہ جو دن اور جو راتیں تمہارے خدا کو محبوب بن جائیں۔ پھر عاجزی کے ساتھ دعائیں کرتے رہو کہ اے

خدا! اُن کاموں کی ہمیں توفیق دے جن کے نتیجہ میں تُو خوش ہو جائے اور اُن کاموں سے ہمیں بچا جن کاموں کے نتیجہ میں تُو ہم سے ناراض ہوتا ہے۔ شیطان تیرے در کا کُتا ہے تُو خود اُس کو زنجیر ڈال کہ وہ ہم پر حملہ آور نہ ہو اور ہمیں نقصان نہ پہنچائے کیونکہ اپنی طاقت اور اپنے زور کے ساتھ ہم اُس کے حملوں سے اپنے کو محفوظ نہیں رکھ سکتے۔"

(بحوالہ الفضل ۱۴ر جنوری ۱۹۶۷ء)

خیر البریّہ کون ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ۔ یہ نہیں کہا کہ جن کو کشوف اور الہامات ہوتے ہیں وہ خیر البریہ ہیں۔ یاد رکھو ایسی باتیں ہرگز زبان پر نہ لاؤ۔ جو قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف ہوں۔ اِس قسم کے الہامات کچھ چیز نہیں۔ دیکھو بارش کا پانی سب کو خوش کرتا ہے مگر پرنالہ کا پانی لڑائی ڈالتا ہے اور فساد پیدا کرتا ہے۔ جن الہامات کی تائید میں خدا تعالیٰ کا فعل نہیں ہوتا اور نشاناتِ الٰہیہ گواہی نہیں دیتے وہ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پرنالہ کا پانی۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۵)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے سفرِ یورپ کے متعلق میرے ذاتی تاثرات

(مکرّم پروفیسر چوہدری محمّد علی صاحب ایم - اے)

مکرم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم - اے نے انصار اللہ کے بارھویں سالانہ مرکزی اجتماع منعقدہ ۲۷، ۲۸، ۲۹ اکتوبر ۱۹۶۷ء میں ۲۸ اکتوبر کو اجلاس ششم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حالیہ سفرِ یورپ کے متعلق اپنے ذاتی تاثرات بیان فرمائے تھے۔ مکرم چوہدری صاحب موصوف کو اِس تاریخی سفر میں پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے حضور کے ہمراہ جانے اور خدمات بجا لانے کا خصوصی شرف حاصل ہُوا تھا۔ اس لئے آپ کے یہ تاثرات ایک عینی شاہد کے تاثرات ہوتے ہوئے خاص اہمیت کے حامل ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ مکرم چوہدری صاحب نے محبت و عشق کے جذبہ سے سرشار ہو کر انہیں بہت دلکش اور دلنشیں انداز میں بیان فرمایا ہے۔ آپ کی اس مؤثر اور دلپذیر تقریر کا مکمّل متن افادۂ عام کی غرض سے ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

(ادارہ)

مجھے ارشاد ہوا ہے کہ مَیں سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ سفرِ یورپ کے متعلق اپنے ذاتی تاثرات بیان کروں۔ نیز مجھے یہ بھی اجازت دی گئی ہے کہ حضور پُرنُور کے متعلق دعا کی تحریک کروں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اس کی توفیق دے۔ آج شام مَیں نے ارتجالاً کچھ خیالات قلمبند کئے ہیں جو پیش کرتا ہوں۔

موضوع کے سلسلے میں اپنے "ذاتی تاثرات" کے الفاظ مَیں نے عمداً استعمال کئے ہیں کیونکہ اس سفر کے صحیح تاثرات کا اندازہ تو حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہی اپنے منصب، علم اور خداداد بصیرت کی روشنی میں لگا سکتے ہیں۔ اور حضور ہی کی زبان فیض ترجمان سے ان کا ذکر بھی بھلا لگتا ہے۔ تاہم ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے جس کی نظر محدود ہے اور جس کی ہیچ میرزی اور نادانی میں کوئی شک نہیں

تحدیثِ نعمت کے طور پر اور از راہِ امتثالِ امر اپنے ذاتی تاثرات بیان کرنے کی کوشش کروں گا۔ و باللہ التوفیق ۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

نہ شگوفہ ام نہ برگے۔ نہ درخت سایہ دارے
ہمہ حیرتم کہ دہقاں بہ چہ کار کشت مارا

میرا سب سے پہلے تو یہ تاثر ہے اور یہ امر میخ کی طرح دل میں گڑ گیا ہے کہ ہمارا خدا ایک زندہ اور قادر اور غیّور خدا ہے ۔ اسلام اس کا اپنا بھیجا ہوا دین ہے، جماعت احمدیہ اسکی اپنی قائم کردہ جماعت ہے اور سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس کے اپنے ہاتھ سے قائم کردہ خلیفہ برحق ہیں ۔ بظاہر یہ ایسی حقیقت ہے جسے دُہرانے کی ضرورت نہیں لیکن اِس سفر کے دَوران اللہ تعالیٰ کی قدرت، نصرت اور محبّت کے جو نظارے اِن آنکھوں سے دیکھے اور دل سے مشاہدہ کئے اُن کی روشنی میں بے تابانہ اور بے اختیار ہو کر جی چاہتا ہے کہ اِس حقیقت کا مجنونوں کی طرح گلی گلی اور قریہ قریہ بہ بانگِ بلند بار بار اعلان کیا جائے کہ ؎

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

سفرِ یورپ کے لئے روانگی کے وقت یہودنا مسعود کی جارحیت اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی، اور اُن کی اسلام دشمنی کے باعث انہیں اہلِ یورپ کی پُشت پناہی حاصل تھی ۔ یوں بھی یورپ کی معیشت اور صنعت پر یہودیوں کا قبضہ ہے اس لئے حضور کا اِس موقع پر تشریف لیجانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان تھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فدائی غمگین مت ہوں ۔ اگر اسلام کو ایک فرنٹ پر دشمنوں کی سازشوں اور اپنوں کی کوتاہیوں کے باعث عارضی شکست ہوئی ہے تو فکر کی بات نہیں اسلام کی جنگ ایک اَور فرنٹ پر بھی لڑی جا رہی ہے اور یہ وہ فرنٹ ہے جس پر کیا عیسائی اور کیا یہودی اور کیا یورپ کے ملحد متواتر اور یقینی شکستیں کھا رہے ہیں ۔ اِس فرنٹ پر اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت فاتحانہ طور پر مصروفِ جہاد ہے ۔ چنانچہ اِس فتح نصیب جماعت کا سالارِ اعظم، لاکھوں فدائیوں کا محبوب آقا، ساری جماعت کی دعاؤں کے ساتھ مسجد نصرت جہاں کے اسلامی حصار کا قلبِ یورپ میں افتتاح کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا تو اللہ تعالےٰ کی محبّت اور رحمت نے سب سے پہلے یہ مژدۂ جانفزا سُنایا کہ ع

تشنہ روحوں کو پلا دو شربتِ وصل و بقا

یہ مژدہ ایک خوش خبری بھی تھی اور پیشگوئی بھی۔ "تشنہ روحوں" کے لفظ سے ظاہر کرنا مقصود تھا کہ روحیں پیاسی ہیں اور بے چین ہیں۔ اس وقت جبکہ یورپ اپنے جسمانی تفوّق اور سیرابی کے شادیانے بجا رہا ہے یورپ کی روح پیاسی مر رہی ہے۔ اسے آسمانی پانی کی ضرورت ہے۔ وہ منتظر ہے کہ کوئی اس کی تشنگی بجھائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے امامِ کامگار! اے اسلام اور احمدیت کے جاں نثار! اے حضرت نصرت جہاں رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فرزند (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)! جا مسجد نصرت جہاں کے دروازے کھول دے اور ان مدت کے پیاسوں کو شربتِ وصل و بقا پلا۔ اس شربت کے پینے سے اُن کو لقاءِ الٰہی بھی حاصل ہوگا اور وہ اس تباہی سے بھی بچ جائیں گے جس کے کنارے پر وہ کھڑے ہیں۔

میں سمجھتا ہوں کہ سارا سفرِ یورپ اس الہامی مصرع کی تفصیل ہے۔ یورپ کی تشنہ روحوں کو حضور نے اسلام اور قرآن کا شربتِ وصل و بقا پلایا اور اس لذیذ اور خوشبودار شربت کی اس وسیع پیمانے پر تقسیم و اشاعت ہوئی کہ یہاں بیٹھ کر اس کا معمولی اندازہ کرنا بھی محال ہے۔ پریس، ریڈیو، ٹیلیویژن اور ملاقات کے ذریعے کروڑوں انسانوں تک اسلام کا جاں بخش پیغام خود حضور پُرنور کی زبانِ مبارک سے پہنچا۔ اور پھر یہی نہیں کہ صرف پیغام پہنچا بلکہ اللہ تعالیٰ نے دلوں پر ایسا تصرّف کیا کہ وہاں کی پبلک نے اس پیغام کو سنجیدگی سے نوٹ کیا اور توجہ سے سُنا اور اسے عزت کے مقام پر جگہ دی۔ محض اخبارات میں کسی خبر کا چھپ جانا اور ریڈیو اور ٹیلیویژن پر اُس کا اس قدر چرچا ہونا اپنی ذات میں ایک بہت بڑی بات ہے۔ لوگ اس کے لئے لاکھوں کروڑوں پاؤنڈ خرچ کرتے ہیں۔ یورپ میں تو معمولی ٹوتھ پیسٹ کے اشتہار کے لئے لاکھوں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ دن میں کئی کئی بار ایک ہی اخبار کے مختلف ایڈیشن نکلتے ہیں۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن بھی دن رات اسی کام میں لگے ہوتے ہیں۔ اگر ہم کروڑوں روپیہ خرچ کرتے اور اس کے لئے بہت اثر اور رسوخ کو استعمال کرتے تو بھی اس قدر اشاعت نہ ہو سکتی۔ خصوصاً اس لئے بھی کہ وہاں کے لوگوں کو نہ کسی سنجیدہ پیغام کو سُننے کی فرصت ہے اور نہ ہی وہاں کے Planned Advertising کے مقابلے پر کسی نمایاں کامیابی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ لیکن ہوا تو یہ ہوا کہ حضور کی تشریف آوری کے ساتھ ہی جیسے سارے یورپ میں ایک زلزلہ آ گیا ہو۔ نہ صرف اخبارات، ریڈیو، ٹیلیویژن وغیرہ نے نمایاں جگہ دی بلکہ عزت اور ادب کے مقام پر جگہ دی۔ اور پڑھنے اور سُننے والوں نے جو وہاں کی ہماہمی میں توقف اور رُکنے کے عادی نہیں ہیں حضور کے ارشادات کو غور سے سُنا اور یاد رکھا۔

چنانچہ مثال کے طور پر صرف ہمبرگ کی پریس کانفرنس کو لے لیجئے۔ حضور کا انٹرویو ہوا اور ٹیلیویژن

پر حضور کا ارشاد نشر ہوا اور اگلے روز یہ کیفیت تھی کہ جدھر حضور تشریف لے جاتے تھے لوگ ادب اور حیرت سے دو رویہ کھڑے ہو جاتے تھے اور آپس میں سرگوشیاں بھی کرتے تھے کہ یہ اسلامی جماعت احمدیہ کے خلیفہ ہیں۔ دوسری پریس کانفرنسوں کی طرح یہ کانفرنس بھی اللہ تعالیٰ کی قدرت اور تائید اور محبت کی ایک زندہ مثال ہے۔ پریس کے نامہ نگار یورپ کے ذہین ترین اور ہوشیار ترین دماغ سمجھے جاتے ہیں۔ اُن کا سامنا کرتے ہوئے بڑے بڑوں کا زہرہ آب ہوتا ہے۔ عموماً پریس کانفرنسوں میں بڑے بڑے لسّان لوگ تحریری بیان پڑھ دیتے ہیں۔

یہ کانفرنس ایک بہت بڑے ہوٹل میں ہوئی۔ کانفرنس سے قبل اپنوں اور بیگانوں سبھوں نے اِس تشویش کا اظہار کیا کہ یورپ، انگلستان سب جگہ پریس پر یہودی چھائے ہوئے ہیں اور اسلام دشمنی اور عرب اسرائیل جنگ کے باعث جذبات بہت برافروختہ ہیں مسلمانوں پر اِکّا دُکّا حملوں کی وارداتیں بھی ہو چکی ہیں اس لئے خطرہ ہے کہ اخباری نمائندے اوّل تو پریس کانفرنس کے موقع پر ہی کوئی شرارت کریں گے ورنہ رپورٹنگ کے وقت ضرور اسلام کے خلاف زہر فشانی کریں گے۔ عموماً ایسے موقعوں پر سات آٹھ نمائندے آیا کرتے ہیں اور دس پندرہ منٹ کے لئے کانفرنس ہوتی ہے اور کانفرنس کے دوران پریس کے نامہ نگار آتے جاتے رہتے ہیں۔ جب حضور کانفرنس روم میں پہنچے تو اُس وقت پنتیس نمائندگان پریس، ریڈیو، نیوز ایجنسیز وغیرہ موجود تھے اور کمرہ بھرا ہوا تھا سب کے سب تیز طرار اور چالاک۔ ان میں تین مستورات بھی تھیں۔ بعد میں کچھ اَور بھی آگئیں۔ پہلے تو حضور نے باری باری سب مَردوں سے مصافحہ فرمایا۔ عورتوں کو حضور کے حسب ارشاد پہلے ہی کہہ دیا گیا تھا کہ حضور اسلامی تعلیم کے مطابق نامحرم عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتے۔ مصافحہ ختم ہوتے ہی ایک نامہ نگار کھڑا ہو گیا اور بڑے زنّاٹے سے سوال کیا کہ "یور ہولی نس! آپ نے ہمارے شہر اور قوم کی عزّت افزائی فرمائی ہے کہ یہاں تشریف لائے ہیں۔ یہ مزید عزّت افزائی فرمائی کہ ہمیں ملنے کا موقع دیا۔ اور اس پر اَور عزّت افزائی یہ فرمائی کہ ہم سب کو مصافحے کا شرف بخشا لیکن نہیں مجھے غلطی لگی ہے۔ آپ نے سب سے مصافحہ نہیں فرمایا عورتوں کو اس شرف سے محروم رکھا۔ کیا مَیں پوچھ سکتا ہوں کہ کیوں؟"

یہ عاجز جو اپنی کوتاہ بینی کے باعث اور یورپ کی اسلام دشمنی کے ماحول کو دیکھ کر مشوش تھا کہ پریس کانفرنس میں حضور کے مقام اور تکریم کے خلاف کوئی حرکت نہ ہو جائے دل ہی دل میں دُعا کرنے لگا لیکن میری حیران آنکھوں نے فوراً بعد ہی یہ دیکھا کہ سوال کے ختم ہوتے ہی نہایت دل آویز مسکراہٹ کے ساتھ نہایت خیریں آواز میں حضور نے فرمایا۔ جس کا مفہوم یہ تھا کہ "نہیں مَیں نے آپ ہی کی نہیں عورتوں کی بھی عزّت کی ہے۔ اسلام عورتوں کی عزّت سکھاتا ہے۔ بلکہ اسلام ہی نے عورتوں کی صحیح عزّت قائم کی ہے۔ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ مَیں نے

مصافحہ نہ کرکے ان کی عزت نہیں کی۔ میرے نزدیک ہماری روایت اور اسلامی تعلیم کی روشنی میں عورت کی عزت یہی ہے کہ نامحرم اس سے ہاتھ نہ ملائیں۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ میں نے مستورات کی اپنے طریق پر عزت افزائی کی ہے، یہ نہیں کہہ سکتے کہ عزت افزائی نہیں کی۔"

اس جواب کے بعد دس پندرہ منٹ نہیں پورے ڈیڑھ گھنٹہ تک یہ کانفرنس جاری رہی، اور سوال پر سوال ہوئے لیکن ہر سوال میں حضور کا احترام اور تکریم ملحوظِ خاطر رہی۔ نامہ نگاروں پر ایک رعب طاری ہؤا اور وہ بچوں کی طرح حضور کی خدمت میں ادب سے سوال کرتے رہے اور اللہ تعالےٰ نے حضور کی زبانِ مبارک پر ایسے ایسے الفاظ جاری فرمائے کہ غم اور تشویش اور گھبراہٹ جاتی رہی اور اس کی جگہ خوشی اور اللہ تعالیٰ کی حمد نے لے لی۔ آخر ڈیڑھ گھنٹے کے بعد حضور نے کانفرنس کو دیگر مصروفیات کے باعث ختم فرمایا لیکن بعض نامہ نگار پھر بھی ٹھہرے رہے۔

اگلے روز سارے اخبارات میں اسلام اور احمدیت کا شہ سرخیوں (Banner headlines) کے ساتھ خوب خوب چرچا ہؤا۔ اور دیانت داری سے رپورٹنگ کی گئی۔ اگر صرف پریس کانفرنسوں ہی کو لیا جائے اور ان کی تفاصیل بیان کی جائیں کہ کس طرح بعض سوالات پر ہم سب تعجب کرتے تھے کہ اب حضور کیا جواب دیں گے اور عین اس موقع پر ایسا جواب حضور دیتے تھے کہ عقل دنگ رہ جاتی تھی۔ دل یہ گواہی دینے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ ہے اور حضور خلافت علیٰ منہاج النبوت پر متمکن ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تائید اور نصرت حضور کے ہمراہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی قدرت اور غیرت کے ساتھ حضور کی مدد کے لئے تیار کھڑا ہے اور سب چھوٹے بڑے اس کے قبضۂ تصرف میں ہیں۔ اِس کی اتنی لمبی تفصیل ہے کہ موجودہ وقت اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔

ہیگ میں حضور سے سوال ہؤا کہ آپ نے کتنے احمدی مسلمان یورپ میں پیدا کئے ہیں؟ حضور نے فرمایا جتنے مسیح علیہ السلام نے اپنی زندگی کے دوران (جو آپ لوگوں کے نزدیک اُن کی زندگی تھی) پیدا کئے تھے اُن سے زیادہ۔ سوال کرنے والا مبہوت ہو کر رہ گیا۔

ایک کانفرنس میں سوال ہؤا آپ اسلام کو کیسے پھیلائیں گے؟ حضور نے فرمایا کہ دلوں کو فتح کرکے۔ پھر اس جواب پر سوال ہؤا کہ آپ دلوں کو کیا کریں گے؟ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے قدموں میں ڈال دیں گے۔

سوال ہؤا کہ آپ کیسے کہتے ہیں کہ انگلستان میں لوگوں کا مذہب سے تعلق ختم ہو رہا ہے؟ فرمایا کہ پہلے گرجا گھر بکا نہیں کرتے تھے اب بک رہے ہیں۔ اور ان پر "For Sale" کے نوٹس لگے ہوئے ہیں۔

ایک سوال ہوا کہ آپ کا سکاٹ لینڈ کی آزادی کے متعلق کیا خیال ہے؟ حضور نے فرمایا I think اور قدرے توقف فرمایا۔ اور فرمایا I should not think for you یعنی میرا خیال ہے کہ اِس معاملے میں آپ کی جگہ مجھے نہیں سوچنا چاہیئے۔ اِس پر سب حاضرین بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے اور نامہ نگار کھسیانا سا ہو گیا۔ لیکن حضور کسی کی زبان بند کرنے کے لئے جواب نہیں دیا کرتے تھے بلکہ نہایت محبت، نہایت تحمل اور نہایت دل آویزی اور شیرینی سے گفتگو فرماتے تھے جو دلوں میں اُترتی چلی جاتی تھی اور اسلام کے حسین چہرے پر صدیوں کے پڑے ہوئے جہالت اور دروغ کے پردوں کو چاک کرتی چلی جاتی تھی۔ اور وہ لوگ حضور کے وقار، جلال اور حُسن اور شیرینی کا ذکر کئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔

اسی ضمن میں یہ کہنا بھی بے جا نہ ہو گا کہ یورپ کی رُوحانی لحاظ سے پیاسی سرزمین کے لئے جس پانی کی ضرورت ہے وہ پانی تو موجود ہے، پلانے والے درکار ہیں۔ حضور نے اپنا فرض ادا کر دیا اب ہمارا فرض ہے کہ حضور سے وفا اور غلامی کے عہد کو دُہراتے ہوئے اس آسمانی پانی کے مشکیزے گھر گھر اور شہر شہر لے کر نکل جائیں اور حضور کی راہنمائی اور قیادت میں اپنی ذمہ داریوں سے کماحقہٗ عہدہ برآ ہوں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ہم حقیروں سے یہ کام لے لے۔ کام بہت بڑا ہے اور مشکل ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہو تو یہ مشکل کام آسان ہو جائے اور جب وقت آئے تو ہم اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ نباہ سکیں۔

یہ امر قابلِ غور ہے کہ جس شدت اور قوت سے اللہ تعالیٰ نے حضور کے دل میں بار بار یہ تحریک پیدا فرمائی ہے کہ عنقریب اہلِ یورپ بلکہ ساری دنیا ایک عظیم اور ہولناک تباہی سے دوچار ہونے والی ہے اور ایک زلزلہ آنے والا ہے جو حشر کا نمونہ ہو گا۔ اور حضور نے جس طریق پر مغرب کو خبردار فرمایا ہے اور آنے والے عذاب سے ڈرایا ہے اور محبت بھرا ئے اسلام میں پناہ لینے کی دعوت دی اور اس دعوت کو جس قسم کی محیّر العقول اشاعت نصیب ہوئی ہے اور جس طرح اہلِ یورپ پر ایک رنگ میں اتمامِ حجت حضور کے ہاتھوں ہو چکا ہے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قہری تجلی کا ظہور ہونے والا ہے۔ خدا کرے کہ مشرق اور مغرب اس سے قبل ہی اسلام کی آغوش میں آجائیں۔ لیکن اسلام پہلے قبول کریں یا بعد میں یہ یقینی امر ہے کہ جلد یا بدیر یہ انقلاب ہو کر رہے گا ؎

قضائے آسمانست ایں بہرحالت شود پیدا

لیکن اس وقت کے لئے ہمیں ابھی سے تیاری کر لینی چاہیئے اور اپنی کمریں کس لینی چاہئیں۔ میرے جیسے ناکارہ کے مُنہ سے یہ بات زیب نہیں دیتی لیکن خود حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اِس سے بہت قبل ایک خطبہ جمعہ

میں ہماری آنے والی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ وہ خلا جب پیدا ہوگا اور تشنہ روحیں جب شربتِ وصل و بقا کی خواہاں ہوں گی تو اُس وقت ہم میں سے ایک ایک کی خدمات کی ضرورت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم محض اس کے فضل سے اس آنے والے امتحان میں کامیاب نکلیں۔

یہ امر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ غیروں اور اجنبیوں میں جہاں بھی حضور گئے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں تکریم کے جذبات پیدا فرما دیئے۔ تفصیل تو اس کی بہت لمبی ہے صرف ایک مختصر سا واقعہ بیان کر دیتا ہوں۔ انگلستان میں ساڑھے پانچ بجے شام کو سب دکانیں بند ہو جاتی ہیں۔ دکان بند کرنے کے بعد انگریز کسی قیمت پر دکان نہیں کھولتا۔ ونڈرمیئر میں حضور نے مقامی کھڈیوں کے بنتے ہوئے گرم کپڑے کو ملاحظہ فرمانے کی خواہش کا اظہار فرمایا۔ پاس ہی دکان تھی لیکن بند ہو چکی تھی اور دکاندار اندر سے کنڈی لگا رہا تھا۔ میں نے بھاگ کر اُسے روکنا چاہا اور کہا صرف پانچ منٹ کے لئے رُک جائیے۔ امام بشیر احمد رفیق صاحب بھی پہنچے انہوں نے بھی درخواست کی لیکن انگریز دکاندار نے صاف جواب دے دیا اور کہا کہ دکان بند ہو چکی ہے۔ اِس اثناء میں حضور بھی تشریف لے آئے اور فرمایا کہ کیا ہمارے لئے بھی؟ دکاندار نے حیرت سے حضور کی طرف دیکھا، ہلکا سا توقف کیا اور کہا کہ نہیں آپ کے لئے نہیں، آپ تشریف لائیے۔ چنانچہ تقریباً نصف گھنٹہ کے قریب حضور دکان کے اندر تشریف فرما رہے اور دکاندار نے نہایت ادب سے اپنا مال دکھایا اور روانگی کے وقت تک اُسے علم نہ تھا کہ حضور کہاں سے تشریف لائے ہیں اور حضور کا مقام کیا ہے۔ اِس قسم کے واقعات ہر روز قدم قدم پر پیش آتے تھے اور ہم خدام کے لئے ازدیادِ ایمان کا باعث بنتے تھے۔

سفر کا ایک اَور اہم تاثر یہ ہے کہ حضور کو جماعت سے بے پناہ محبت ہے۔ اگرچہ جماعت کو بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کی ذات سے محبت اور عشق ہے لیکن ہماری محبت اس عظیم محبت کا حقیر سا بدل بھی نہیں جو حضور کو ہم سے ہے۔ اور ہمارے پاس اپنے پیارے آقا کے حضور پیش کرنے کے لئے سوائے خلوص اور محبت اور عشق کے کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی دین ہے اَور ہے ہی کیا۔ حضور کو جماعت کے ہر چھوٹے اور ہر بڑے اور ہر کامل اور ہر ناقص سے ماں باپ سے بڑھ کر محبت ہے۔ اور خدا جانتا ہے کہ میں اِس میں ذرہ بھر بھی مبالغہ نہیں کر رہا۔ ماں باپ کا جذبہ تو کافی سے زیادہ حد تک ایک طبعی اور جسمانی جذبہ ہے جو ایک رنگ میں جانوروں میں بھی موجود ہے لیکن حضور کی محبت اور ہمارے لئے کرب اور بے قراری بہت بلند اور ارفع مقام کی حامل ہے۔ دنیا کے ہر حصے سے حضور کی خدمت میں خوشی اور غمی سے بھرے ہوئے سبھی طرح کے خط پہنچتے تھے۔ حضور ہماری خوشی سے گلاب کی طرح کھل جاتے تھے اور ہماری ادنیٰ سی

غمی سے غمگین ہو جاتے تھے ! اور پروگرام ختم ہوتے ہی حضور بے قرار سے ہو گئے تھے۔ بار بار یہاں کے اہل وفا کا ذکر فرماتے اور جلد تر واپسی کے لئے ارشاد ہوتا۔ وہاں کے مخلصین سے مل کر بھی چہرہ پھول کی طرح کھل جاتا۔

حضور نے بسا اوقات بیس بیس اکیس اکیس گھنٹے کام کیا ہے بلکہ ہم تو حیران ہوتے تھے کہ حضور سوتے کب ہیں اور آرام کب فرماتے ہیں۔ مسلسل سفر، مسلسل مصروفیت اور ہزاروں افراد سے ملاقات، اور ملاقات بھی کوئی سرسری سرِ راہ سے ملاقات نہیں بلکہ ایسی ملاقات کہ ہر ملنے والا دلی طور پر یہ محسوس کرتا تھا کہ صرف مجھ ہی سے ملاقات ہو رہی ہے۔ یہ طاقت اللہ تعالیٰ نے حضور کو دی تھی۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ امر بجائے خود ایک بہت بڑا نشان ہے کہ اتنی محنت، بے خوابی اور شدید مصروفیت کے باوجود حضور پُر نور کی صحت ٹھیک رہی۔ الحمد للہ۔

حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہر وقت متبسم، بیدار، موجود، نہ کسی تھکان کا اظہار نہ بے خوابی کا شکوہ۔ ہم سب خدام کو طبعاً فکر تھی کہ حضور کی صحت پر کثرتِ کار کی وجہ سے مضر اثر نہ پڑے، اس لئے کوشش کرتے تھے کہ حضور رات کو عشاء کی نماز کے بعد مجلس عرفان میں کچھ عرصہ تشریف فرما ہونے کے بعد جلد ہی آرام کے لئے تشریف لے جایا کریں لیکن حضور بارہ ایک بجے تک بلکہ اس سے بعد تک بھی اپنے خدام میں تشریف فرما رہتے اور علم و عرفان کے چشمے جاری ہو جاتے۔ ماں باپ بھی اپنے بچوں میں بیٹھ کر وہ مسرت محسوس نہیں کرتے ہوں گے جس مسرت کی کرنیں حضور کے چہرۂ مبارک سے جھلکتیں اور گرد و پیش اور خدام کے دلوں کو منور کر جاتیں۔

یہ محفلیں بہت بے تکلف ہوتیں اور ایک کنبے کے افراد کی طرح جاں نثار حضور کی خدمت میں حلقہ بنا کر حاضر رہتے۔ اور یہ محفلِ عرفان رات گئے تک جاری رہتی۔ حضور نے فرمایا کہ احباب دن کے وقت اپنے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ کوئی فرم میں کام کرتا ہے، کوئی کارخانے میں۔ اسّی اسّی نوّے نوّے میل سے دفتر سے فراغت پاکر مع بیوی بچوں کے اپنے اخلاص اور محبت کے باعث مجھ سے ملنے آتے ہیں اور پھر راتوں رات واپس بھی جاتے ہیں تو میں کیوں نہ اُن کے پاس بیٹھوں۔ اسی طرح مستورات بھی حضرت بیگم صاحبہ سلمہا اللہ کی خدمت میں حاضر رہتیں۔

کئی خدام ایسے بھی تھے جن سے کوئی بشری کمزوری یا غلطی سرزد ہو گئی تھی اور اپنی شرم اور ندامت کے باعث زمین میں گڑے جاتے تھے لیکن جو بھی اخلاص اور محبت اور ندامت کے ساتھ اپنی غلطی کا اقرار کر کے آیا حضور نے اُسے سینے سے لگا لیا۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں، ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ ایک دوست لندن میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب ملاقات کے کمرے سے باہر نکلے تو پہلے تو

اپنی کیفیت چھپانے کے لئے میرے کمرے کی طرف لپکے لیکن وہاں کچھ مستورات ملاقات کے لئے انتظار کر رہی تھیں۔ وہ وہاں سے بھی تیزی سے ایک اور کمرے میں بھاگ کر پہنچے۔ اُن کی حالت دیکھی نہیں جاتی تھی۔ پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار رو رہے تھے۔ اس کمرے میں مَیں بھی موجود تھا مجھے کچھ حجاب پیدا ہوا اور مَیں وہاں سے جانے لگا تو مجھے چمٹ گئے اور کہنے لگے کہ چوہدری صاحب مَیں اتنے عرصے سے منتظر تھا کہ حضور ایک بار تو میری غلطی پر مجھے پوچھتے لیکن انہوں نے تو چہرے سے بھی کوئی اظہار نہیں فرمایا اور مجھے سینے سے لگا لیا۔ یہی کیفیت یورپ کے مختلف ممالک میں رہی حضور کی محبت اور شفقت کی وسعتوں کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ کراچی آ کر خود حضور نے اس راز سے کچھ پردہ اٹھایا فرمایا ہر احمدی سونے کی طرح ہوتا ہے، اگر سونے کو کوئی گند لگ جائے تو اسے پھینک نہیں دیتے بلکہ اُسے صاف اور پاک کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کرتے ہیں۔

خدام افریقہ، امریکہ، ماریشس، پاکستان وغیرہ ممالک سے کشاں کشاں حضور کی زیارت کے لئے یورپ اور انگلستان پہنچے۔ اس میں مرد بھی اور عورتیں بھی سبھی شامل تھے۔ پاکستان سے صاحبزادہ میاں عباس احمد خان صاحب مع بیگم صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ اور مستری فضل دین صاحب اپنے خرچ پر یورپ کے ممالک اور انگلستان میں ساتھ ساتھ رہے۔ یہی حال دیگر باہر سے آنے والوں کا تھا غرض کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے لئے عجیب قسم کی محبت اور عشق حضور کے غلاموں کے دلوں میں تخلیق کیا ہے اور اپنوں اور بیگانوں میں حضور کی یہ مقبولیت اور محبوبیت اللہ تعالیٰ کا خاص نشان ہے۔ اس کے دستِ تصرف نے دل بدل دیئے اور جاں نثاری کے وہ جذبات پیدا کئے جن کی وجہ سے ہر مخلص احمدی کا دل اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی حمد سے لبریز ہو گیا۔

فرانکفرٹ، زیورک، ہیگ، ہمبرگ، کوپن ہاگن، لنڈن، گلاسگو، ایڈنبرا، ہڈرز فیلڈ اور بریڈفورڈ وغیرہ میں نہایت مخلص جماعتیں ہیں۔ یوں تو ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است کے مصداق ہر احمدی اپنی اپنی جگہ اخلاص و محبت کا پیکر نظر آیا لیکن مثال کے طور پر اس جگہ اگر محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی اس وابستگی اور شیفتگی کا ذکر کر دوں جو محترم چوہدری صاحب کو سیدنا حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ہے تو بے جا نہ ہو گا۔

جب حضور ہمبرگ تشریف لے گئے تو لنڈن سے محترم چوہدری صاحب کا فون آیا۔ فون سُنکر حضور نے گہری تشویش کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ چوہدری صاحب اتنے کمزور اور نحیف ہو گئے ہیں کہ منہ سے آواز بھی نہیں نکلتی بلکہ آواز میں وہ ربط اور تسلسل بھی نہیں جو صحت کی علامت ہوتا ہے۔

جب حضور لندن ایرپورٹ پر پہنچے تو دیگر خدام کی طرح مکرم چوہدری صاحب بھی حاضر تھے۔ جس وقت حضور سے مصافحہ کیا تو ان کا جسم کانپ رہا تھا۔ ان کی کپکپاہٹ دیکھ کر مجھ پر بھی یہی اثر ہوا کہ مکرم چوہدری صاحب کی صحت بے حد خراب ہو چکی ہے۔ بلکہ میرے دل میں تو آیا کہ ایسی حالت میں ایرپورٹ پر نہ آتے تو اچھا تھا۔ جب گاڑی میں بیٹھے تو مجھے بھی ان کے ساتھ سیٹ ملی۔ راستے میں یہ راز کھلا۔ کہنے لگے جب میں نے ہمبرگ سے حضور کی آواز سُنی تو مجھ پر رقت طاری ہو گئی اور گلا رندھ گیا اور آواز نکالنی مشکل ہو گئی اور اب مصافحہ ہوا تو میرے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔

ایک بات جس نے طبیعت پر گہرا اثر کیا اور جس کی لذیذ یاد مدتوں دل کو گرماتی رہے گی وہ یہ ہے کہ یورپ کے احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے وفا اور اخلاص کے ایک خاص مقام پر فائز ہیں جن کو دیکھ کر دلوں میں رشک پیدا ہوتا ہے اور سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے کہ حضور کے دستِ مبارک سے لگائے ہوئے پودے اب اتنے شیریں پھل دے رہے ہیں۔ یہ لوگ سوچ سمجھ کر مسلمان ہوئے ہیں لیکن ایمان لانے کے بعد اپنی جگہ پر جامد ہو کر کھڑے نہیں رہے بلکہ علم و اخلاص میں برابر ترقی کر رہے ہیں۔ اُن کی نمازوں کی باقاعدگی، سوز و گداز، سلسلے سے تعلق اور خلافت سے وابستگی دیکھ کر یقین پیدا ہوتا ہے کہ اگر یورپ مسلمان ہو گیا تو یہ لوگ یقیناً ہم سے آگے نکل جائیں گے۔ اب بھی وہ انفرادی لحاظ سے کسی سے پیچھے نہیں ہیں۔ اس لئے ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری ستاری فرمائے۔ صرف ایک مثال دیتا ہوں۔

ایک موقع پر ایک موضوع پر بحث ہوئی۔ ایک طرف دو تین پاکستانی عالم تھے اور ایک طرف ایک یورپین احمدی دوست۔ ہمارے یورپین بھائی نے ہمارے پاکستان کے پیدائشی مسلمان احمدیوں کو اپنے تبحرِ علمی سے حیران کر دیا۔ اوّل الذکر نے چند ایک احادیث پیش کیں جنہیں مؤخر الذکر نے نہایت وثوق سے وضعی یا ضعیف ثابت کر دیا۔ اسماء الرجال کے لحاظ سے راویوں پر بھی بحث کی مجھ سے ذکر ہوا تو بڑے اعتماد سے کہنے لگے کہ اسلام کسی ملک یا قوم کی جاگیر نہیں ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ضابطۂ حیات ساری دنیا کے لئے ہے۔ ہمارا بھی اسلام پر اتنا ہی حق ہے جتنا پیدائشی مسلمانوں کا۔ اس لئے اگر ہم اسلام سے محبت رکھتے ہیں اور اسلام کے علمی سرمائے سے واقفیت رکھتے ہیں تو اس میں حیران ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ سارا فیض ہم نے جماعت احمدیہ اور مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل حاصل کیا ہے۔ اس لئے اصل تعریف کے قابل تو حضور علیہ السلام ہیں۔

اس سفر کے دوران ایک تجربہ جو بار بار ہوا وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے نور کی زبان پر ایسے

ایسے مضامین جاری کئے جو یورپ کے رہنے والوں کے دل میں اپنی پوری تاثیر کے ساتھ جاگزیں ہو گئے اور انہوں نے انہیں توجہ سے سُنا۔ حالانکہ اس سے قبل ہم میں سے بعض کو یہ خطرہ لاحق تھا کہ اگر حضور کی انذاری تقاریر یورپ والوں تک پہنچیں تو شاید اُن پر صحیح قسم کا اثر نہ ہو۔ لیکن ہوا یہ کہ جہاں جہاں بھی حضور نے اہلِ یورپ کو آنے والے خطرات اور عذابوں سے خبردار کیا اس کا خاص اثر ہوا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے کتنی ہمدردی ہے۔ یورپ اِس وقت ایک ایسے کوہِ آتش فشاں کے دہانے پر کھڑا ہے جو کسی وقت بھی پھٹ سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارا فرض ہے کہ ہم اہلِ مغرب کو خبردار کریں کہ وہ اِس وقت موت کے مُنہ میں کھڑے ہیں اور اُنہیں بتائیں کہ اگر انہوں نے اسلام قبول نہ کیا تو تباہ ہو جائیں گے۔

ان لوگوں کو اب خود بھی اس عظیم تباہی کا احساس ہو چکا ہے اس لئے حضور نے ایک جھٹکے اور دھکے سے بیدار کرنے والے انذاری رنگ میں مغرب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انذاری پیشگوئیوں سے روشناس کرایا۔ تقریباً سب نے علیٰ قدرِ مراتب اس انذار کو سُنا اور اس پر غور کیا۔ وینڈزورتھ کے میئر نے تو لفظاً کہا کہ ہم اِس انذار کے مستحق ہیں۔

حضور کو اہلِ مغرب کے اِس متوقع انجام کا بے حد غم ہے۔ ایک دفعہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستے میں زیرِ لب اپنے آپ سے فرمایا جو اِس عاجز نے سُنا کہ افسوس کہ یہ سب کچھ تباہ ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور تباہی سے پہلے پہلے اِنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور سایۂ عاطفت میں جگہ دے۔

اِس وقت سارا یورپ عملاً عیسائیت سے بیزار ہو چکا ہے۔ وہ عادتاً اس بے جان لاشے کی پرستش تو کر رہے ہیں لیکن یورپ کا جدید ذہن عیسائیت کے ناقابلِ فہم اور غیر فطری نظریے کو عملاً رد کر چکا ہے۔ اب اسلام کے لئے میدان خالی ہے۔ عیسائیت کا کھوکھلا پن اور تضاد خود ایک عذاب کی صورت میں اُن لوگوں پر مسلط ہونے والا ہے۔ اُن کے اہلِ دانش (Intellectuals) دن رات جن مضامین کے متعلق سوچ رہے ہیں وہ یہ ہیں۔ بے یقینی، زندگی کی بے مقصدیت اور تشویش۔ وہاں کا انسان اپنے طرزِ زندگی سے بنیادی طور پر غیر مطمئن ہے اور ڈوبتے کو تنکے کے سہارے کے مصداق عیسائیت سے بظاہر چمٹا ہوا ہے لیکن اسے اِس وقت اپنے مقصد، اپنی غایت، اپنے خالق اور اپنی بقاء کی تلاش ہے۔ شربت موجود ہے رُوحیں تشنہ ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اِن تشنہ روحوں کو شربتِ وصل و بقا کے جام پیش کریں اور وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ کا ارشادِ خداوندی پورا

کر دکھائیں۔ لیکن صحیح ابلاغ صرف اور صرف اُس وقت ہو سکتا ہے جب ہم امام وقت کے ارشاد کے مطابق یکجائی طور پر قدم اٹھائیں اور اُٹھاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے اور ہماری ستاری فرمائے اور ہمیں وفا اور اخلاص اور اطاعت اور خدمت اور ہمت کے ایسے مقام پر محض اپنے فضل سے کھڑا کر دے کہ جدھر حضور کا اشارہ ہو لاکھوں خدام دیوانہ وار اور بے تابانہ اُدھر کا رُخ کریں اور جان و دل سے نثار ہو کر حق اطاعت و خدمت بجا لائیں۔ ہم کمزور ہیں لیکن وہ قادر خدا اگر چاہے تو یہ کام ہمارے ہاتھوں سے تکمیل پا جائے۔ اس کے لئے ایک ہی شرط ہے کہ ہمارا تعلق خلافت حقہ سے اس قدر محکم اور ایسا مخلصانہ ہو جس کی مثال آنے والے لوگ دیا کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم روحانی فرزند مہدیٔ معہود علیہ السلام کے نائب اور خلیفہ کی حیثیت میں آج حضور ہی وہ نقطۂ مرکزی ہیں جن کے گرد آج سارا رُوحانی نظام گھومتا ہے حضور ہی قدرتِ ثانیہ کے مظہر، اللہ تعالیٰ کے منتخب کردہ خلیفۂ برحق اور امام ہیں۔ جن کی عظیم قائدانہ صلاحیتوں کا ہر وہ شخص معترف ہے جسے ذرا بھی حضور سے ملنے کا موقع ملا ہے۔ حضور ہمارے لئے بمنزلہ ایک ڈھال کے ہیں۔ اگر حضور ہیں تو ہم ہیں۔ حضور ہی کے طفیل ہم ایک جماعت ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا رُعب ہے۔ ہماری حقیر کوششوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے برکت نازل ہوتی ہے۔ حضور ہمارے لئے رحمت کا سایہ ہیں اور دُنیا و آخرت کی ٹھنڈک۔ حضور ہمارے ہی لئے دن رات سوچتے ہیں۔ حضور کی خوشیاں ہماری خوشیاں اور حضور کے غم ہمارے غم ہیں۔ ایسے شفیق اور غمخوار، اور غمگسار اور پردہ پوشی کرنے والے دردمند آقا کے لئے ہر احمدی کے دل سے دُعائیں نکلتی ہیں۔

میرا حضور کے لئے دُعا کی تحریک کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ حضور جیسے محسن آقا کے لئے ہم دُعائیں نہیں کرتے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہم پہلے سے بڑھ کر اور زیادہ درد سے اور احسان مندی کے شعور اور احساس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور دُعائیں کریں کہ وہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو لمبی صحت والی، فعّال زندگی عطا فرمائے۔ اور حضور کا خود حافظ و ناصر ہو۔ اور ہمیں حضور کا اس رنگ میں اہل بنائے کہ ہم حضور کی ہر آرزو اور ہر خواہش اور ہر ارشاد پہ دل و جان سے عملی لبیک کہنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کے قدموں میں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی جگہ دے۔ اور ہمارا اور ہماری اولادوں کا حضور کے غلاموں کے ساتھ حشر کرے۔

حضور کے لئے دعائیں دراصل خود ہمارے اپنے لئے دعائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ دعائیں

قبول فرمائے اور ہماری زندگیوں میں حضور پُر نور ایدہ اللہ الودود کی قیادت میں ساری دنیا میں اسلام کے ظاہری غلبے کے نشان ظاہر فرمائے۔ اور حضور اس فاتحانہ سفر کے بعد کتنے ہی اور سفر دُنیا کے سب حصّوں میں اِس سے بھی بڑھ کر فاتحانہ شان کے ساتھ کریں اور قدم قدم پر الٰہی تائید و نصرت اور فتح و کامرانی حضور کے شاملِ حال رہے۔ آمین +

سابق بالخیرات بننا چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

" سابق بالخیرات بننا چاہیئے۔ ایک ہی مقام پر ٹھہر جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ دیکھو ٹھہرا ہُوا پانی آخر گندہ ہو جاتا ہے۔ کیچڑ کی صحبت کی وجہ سے بدبودار اور بدمزا ہو جاتا ہے۔ چلتا پانی ہمیشہ عمدہ، سُتھرا اور مزیدار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس میں بھی نیچے کیچڑ ہو مگر کیچڑ اس پر کچھ اثر نہیں کر سکتا۔ یہی حال انسان کا ہے کہ ایک ہی مقام پر ٹھہر نہیں جانا چاہیئے۔ یہ حالت خطرناک ہے۔ ہر وقت قدم آگے ہی رکھنا چاہیئے اور نیکی میں ترقی کرنی چاہیئے ورنہ خدا تعالےٰ انسان کی مدد نہیں کرتا اور اس طرح سے انسان بے نور ہو جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد دہم صہ ۱۳۹)

تکبّر سے بچنے کی راہ!

(مکرمّ پروفیسر شیخ محبوب عالم صاحب خالد ایم اے قائد عمومی مجلس مرکزیہ)

انسان ضعیف البنیان لاشئ محض اور عجز و ناتوانی کا پُتلا ہے۔ کمزور اور بےبس اس حد تک، کہ اگر مکھی اس سے کچھ چھین کر لے جائے تو وہ اپنی طاقت اور ہمّت سے اس سے وہ چیز چھین نہیں سکتا۔ ایک مچھر اور ایک چیونٹی تک کے ضرر سے وہ اپنے تئیں محفوظ نہیں رکھ سکتا سوائے اس کے کہ قدرتوں والا خدا اس کی مدد کرے اور اسے اس کی توفیق عطا فرمائے۔ کھانا دستر خوان پر اس کے سامنے موجود ہو اور وہ کھانا کھانا بھی چاہتا ہو مگر جب تک خدا تعالیٰ اُسے توفیق نہ دے وہ ایک لقمہ تک مُنہ میں ڈال نہیں سکتا۔ ہزاروں انسان ایسے گزرے ہوں گے کہ ایسی صورت میں لقمہ مُنہ میں ڈالنے سے قبل وہ اللہ کو پیارے ہو گئے۔ پس انسان کی ہستی ہی کیا ہے جو وہ اپنی کسی خوبی پر اِترائے، اکڑے اور اس پر ناز کرے اور اس کی وجہ سے دوسروں پر بڑائی جتائے۔ وہ خود تو ذرّہ ناچیز سے بھی زیادہ حقیر ہے، جو کچھ اُسے ملتا ہے خدا کی دین ہوتا ہے اور جو دے سکتا ہے وہ ہر لمحہ چھین بھی سکتا ہے۔ پس بندۂ مومن کو ہر آن اپنی بےبسی، اپنی کمزوری، اپنی بے مائیگی اور اپنے عجز کا احساس رہنا چاہیئے۔ کبھی بھی اپنے مال و دولت، اپنے ذرائع اور وسائل، اپنے جتھے، اپنے علم و عرفان، اپنے تقدس (اگر اُسے کچھ حاصل ہو) پر اترانا نہیں چاہیئے۔ بلکہ جوں جوں اس پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوتی جائے اس کے دل میں خدا تعالیٰ کے لئے جذباتِ تشکّر و امتنان کے ساتھ اپنی بے مائیگی اور بےبسی کا احساس زیادہ ہوتا جانا چاہیئے اور اسے خدا کی راہ میں اور زیادہ انکسار و تذلّل اختیار کرتے جانا چاہیئے کیونکہ ع

ہر کہ عارف تر است ترساں تر

جوں جوں اللہ تعالیٰ کا عرفان بڑھتا ہے ایک عاجز بندہ کے دل میں اللہ تعالیٰ کی خشیت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ وہ ہر وقت لرزاں رہتا ہے کہ اس کی کسی غفلت اور غلطی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس سے یہ نعمت چھین نہ لے۔ پس اقتدار سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، سب کچھ اسی کے قبضۂ اختیار میں ہے اور جو کچھ اس سے ملے محض اس کی دین ہے نہ کہ استحقاق جس پر کوئی انسان اپنی بڑائی اور بزرگی جتائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بڑائی صرف اسی کی ذات کو زیب دیتی ہے اور جو انسان کمزور اور ناتواں ہونے کے باوجود کسی خوبی کو اپنی طرف

منسوب کرے، اس پر اترائے اور اس کی بناء پر کسی بزرگی کا دعویدار ہو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو مول لیتا ہے۔ اسے خدا سے ڈرنا چاہیئے اور استغفار سے کام لینا چاہیئے۔ تذلّل اور نیستی کا لبادہ پہن کر اس کے حضور اپنے عجز کا اظہار کرنا چاہیئے تا خدا کے غضب سے بچ جائے۔

اس سلسلہ میں رسول خدا سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ ہمارے سامنے ہے۔ آپ خاتم الانبیاء ہیں، خدا نے آپ کو وہ کچھ دیا جو کسی اور نبی کو میسّر نہیں آیا، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس قدر ارفع مقام سے نوازا جہاں تک کوئی نہ پہنچ سکا۔ مگر اس علوِ مرتبت کے باوجود آپ نے ہمیشہ نیستی اور تذلّل کا لبادہ پہنے رکھا۔ جوں جوں اللہ تعالیٰ کے فضل آپ پر اور زیادہ نازل ہوتے آپ خشیت اللہ اور عجز وانکسار میں بڑھتے جاتے کبھی آپ نے بنی نوع سے اپنی بزرگی نہیں منوائی اور اپنے نفس کو ان پر ترجیح نہیں دی۔ خشیت اللہ کا مقام ملاحظہ ہو۔ بدر کی جنگ کے موقعہ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں گرے ہوئے تھے اور رو رو کر دعائیں کر رہے تھے کہ اے اللہ ان ناچیز بندوں پر رحم کر اور انہیں ظاہری وسائل مفقود ہونے کے باوجود، قلیل تعداد میں ہونے کے باوجود، نہتے ہونے کے باوجود اپنے پاس سے فتح وظفر عطا فرما کہ اگر تو نے ان پر رحم نہ فرمایا تو پھر ان کے بعد تیرا دنیا میں نام لیوا کوئی نہ ہوگا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ کی فتح وظفر کے وعدے نہیں؟ فرمایا ہیں تو مگر اللہ تعالیٰ بڑا غنی ہے اس کی غناء سے ڈرتے رہنا چاہیئے تا کہ ہم اپنی کسی غلطی اور کوتاہی کی وجہ سے اس کی ناراضگی مول نہ لے بیٹھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں اور رحمتوں اور خدا تعالیٰ کی بے انتہا دین کے باوجود اپنے متعلق یہی فرمایا کہ

مَا اَنَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

میں تو تمہاری طرح کا ایک انسان ہی ہوں عاجز و بے بس، باقی سب کچھ خدا کی دین ہے۔ میری کوئی ذاتی خوبی اور کمال نہیں کہ میں اس پر اتراؤں، اکڑوں اور تم پر اس کی وجہ سے اپنی بڑائی جتاؤں (کیونکہ اللہ تعالےٰ کا مومنوں کو یہ تاکیدی ارشاد ہے کہ لا تزکوا انفسکم تم اپنے تئیں پاک اور بزرگ نہ قرار دو)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:۔

وَيٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ۔ (سورۃ ہود۔ آیات ۳۱-۳۲)

"اور اے میری قوم! اگر میں ان کو رد کر دوں تو (اس فعل پر) اللہ کی طرف سے (آنے والی سزا سے مجھے بچانے کے لئے) کون میری مدد کرے گا کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے؟ اور

مَیں تم سے یہ نہیں کہتا (کہ) اللہ کے خزانے میرے پاس ہیں اور نہ یہ کہ مَیں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ مَیں یہ کہتا ہوں کہ مَیں فرشتہ ہوں ۔" (تفسیر صغیر)

فرمایا اگر مَیں کسی غلطی کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے بیٹھوں تو مجھے (باوجود خدا تعالیٰ کی اس دین کے) اس کے غضب سے کون بچا سکتا ہے ۔ زمین و آسمان کا مالک خدا ہے مَیں نہیں ہوں ۔ آسمانوں اور زمین کا غیب خدا تعالیٰ جانتا ہے مَیں نہیں جانتا ۔ مَیں تو محض ایک عاجز انسان ہوں فرشتہ نہیں ہوں جو غلطی سے پاک ہو ۔

غرض جوں جوں اللہ تعالیٰ کا عرفان بڑھتا جاتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم عجز و انکسار میں بڑھتے اور نیستی و فنا کا لبادہ اوڑھتے جاتے ۔

اس زمانہ کے مامور و مرسل جو اتّباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ کے فضل سے

وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ (ہود آیت ۱۸)

کی پیشگوئی کے مصداق بن کر آئے یعنی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے الہامًا فرمایا

"سَاُکْرِمُکَ اِکْرَامًا عَجَبًا" (ملفوظات جلد پنجم ص۵۹)

میں عنقریب تجھے ایسے رنگ میں اکرام اور عزتوں سے نوازوں گا کہ (عجبًا) دنیا انہیں دیکھ کر دنگ رہ جائے گی ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو نائب الرسول مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر بھیجا مگر باوجود اس علوِ مرتبت اور خدا کی دین کے حضور کے دل میں کبھی اپنی بڑائی کا خیال پیدا نہیں ہوا حضور علیہ السلام نے اپنے متعلق فرمایا تو یہی فرمایا کہ :۔

"مَیں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا" (ملفوظات جلد دوم ص۵)

فنا اور نیستی کا لبادہ اوڑھ کر حضور علیہ السلام نے اپنے تئیں دوسرے انسانوں کی طرح محض ایک عاجز انسان ہی قرار دیا اس سے زیادہ نہیں ۔ اور جو کچھ خدا سے ملا اسے محض اس کی دین سمجھا، اپنی کسی ذاتی خوبی کا نتیجہ نہیں قرار دیا، اس کی وجہ سے دوسروں پر کوئی فضیلت اور بزرگی نہ جتائی کیونکہ لا تزکّوا انفسکم کے ارشاد کے تحت ایک بندۂ مومن کی شان سے یہ بعید ہے ۔ مومن کی شان تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہے ۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اس کی صفت غنا ہر دم تقاضا کرتی ہے کہ انسان کبھی امین اور مطمئن ہو کر نہ بیٹھ جائے ۔ اس کا منشاء ہے کہ انسان خوف و ہراس میں اوقات بسر کرے تاکہ ذلِ عبودیت

کی حالت قائم رہے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۱۴)

ایک بندہ مومن کو ذلِ عبودیت ہی زیب دیتی ہے بڑائی اور اکڑ نہیں۔

اور آج خلافت ثالثہ کے مبارک دَور میں جو خلافتِ ثانیہ کا تتمہ اور تکملہ اور اسی کا حصہ ہے کیونکہ جو درخت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے دستِ مبارک سے لگائے تھے خلافتِ ثالثہ کے مبارک دَور میں انہی طیّب اشجار کی آبیاری کی جارہی اور ثمرات حاصل کئے جارہے ہیں۔ ہاں تو خلافتِ ثالثہ کے اس مبارک دَور میں ہمیں تائیدات سماوی، انوار آسمانی، خدا تعالیٰ کی رحمتوں کی بارشیں کثرت سے نازل ہوتی نظر آتی ہیں اور علم و عرفان کے دریا بہتے نظر آتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی اس دین اور اُس کے حسن و احسان کے اس سلوک کو دیکھ کر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دل کے کسی گوشہ میں بھی اپنی بڑائی اور بزرگی کا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ حضور اپنے تئیں لاشئے محض یقین کرتے ہیں اپنی بزرگی اور بڑائی کا قطعاً کوئی دعویٰ نہیں۔ حضور اپنے تئیں جماعت کا ایک فرد یقین کرتے ہیں، محض ایک فرد۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں:۔

"چونکہ خلیفۂ وقت کا وجود (میرے ایمان کے مطابق) اور جماعت کا وجود ایک ہی وجود ہے اس لئے خلیفۂ وقت کو کبھی یہ خیال بھی نہیں آسکتا کہ وہ اپنی کوئی بزرگی آپ پر قائم کرے۔ کوئی بزرگی نہیں۔ سب سے زیادہ احساس خدمت اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور سب سے زیادہ احساس اپنی بے بضاعتی اور کم مائیگی اور نیستی کا اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔"

(اختتامی خطاب اجتماع انصار اللہ مرکزیہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۶۷ء)

نیز حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اسی تقریر میں فرماتے ہیں:۔

"اور جیسا کہ مَیں نے بتایا ان دو محبتوں کی آگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ دو وجود نہیں ہے جماعت اور خلیفۂ وقت ایک وجود بن گیا تو بزرگی کس پر؟ بڑائی اور برتری کس پر؟ اپنے وجود پر؟"

پس اگر کسی فردِ جماعت کے دل میں اپنی خاندانی وجاہت، اپنے علم و فضل، اپنی نیکی و طہارت، زہد و اتقاء، اپنے تقدس، اپنی قبولیتِ دُعا اور خدا تعالیٰ کے اس سے پیار و محبت کے سلوک کے زعم میں اپنی بزرگی، بڑائی، جماعت پر اپنی برتری اور خدا کے قائم کردہ روحانی نظام سے بالاتر ہونے کا خیال پیدا ہو اور وہ اپنے الہامات، نکتہ دانی اور قبولیتِ دُعا

کے تذکروں سے جماعت پر اپنی بزرگی ٹھونسنا چاہے تو اُسے اس کی بجائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق "ایمن اور مطمئن ہو کر نہ بیٹھ" رہنا چاہیئے بلکہ نیستی کا لبادہ پہن کر "خوف و ہراس کے اوقات بسر کر کے کثرتِ استغفار سے" ذلِ عبودیت کی حالت" کو قائم رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اِن باتوں کو ذاتی خوبی قرار دے کر دوسروں پر کسی بزرگی کا دعویٰ کرنا سیّدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مسلک نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضورؑ کے خلفاء کا مسلک نہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ خالص توحید پر قائم رکھے اور کبر ایسی بُت پرستی سے بچائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"میرے نزدیک متکبّر سے زیادہ کوئی بُت پرست نہیں۔ متکبّر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صـ)

عیاذاً باللہ +

بہترین دُعاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

"بہترین دُعا وہ ہوتی ہے جو تمام خیروں کی جامع ہو اور تمام مضرات سے مانع ہو۔ اس لئے اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ کی دُعا میں حضرت آدمؑ سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک کے کُل منعم علیہم لوگوں کے انعامات کے حصول کی دُعا ہے اور غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں ہر قسم کی مضرتوں سے بچنے کی دُعا ہے۔"

(ملفوظات جلد دوم صـ۱۲۴)

خلیفۂ راشد کامل طور پر مجدّدِ وقت بھی ہوتا ہے

(مکرم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلا مربّی سلسلہ احمدیہ)

چونکہ خلافتِ راشدہ نبوّت کا تتمّہ اور تکملہ ہوتی ہے اس لئے خلیفۂ برحق اپنے رسولِ متبوع کی وساطت سے اُن امور کو پُورا کرنے کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے جو بظاہر نبیٔ متبوع کے زمانہ میں پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچے ہوتے اور اس کے ذریعہ سے وہ پیشگوئیاں پُوری کی جاتی ہیں جن کا پُورا ہونا آسمانی پیشگوئیوں میں اس کے نبیٔ متبوع کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اسی واسطے آثار میں خلفاء کو انبیاء کے لئے بمنزلہ جوارح اور اعضاء قرار دیا گیا ہے۔ پس بناء بریں جس طرح نبیٔ متبوع اپنے دَور کا اکمل ترین مجدد بھی ہوتا ہے اس طرح خلیفۂ برحق کے وجود میں بھی شانِ تجدید کامل طور پر پائی جاتی ہے کیونکہ اس کا دَور گویا کہ نبی کا دَور ہوتا ہے اس لئے خلیفۂ راشد کے زمانہ میں کسی الگ مجدد یا دوسرے واجب الاطاعت ملہم کی ضرورت نہیں ہوتی جس کی طرف رجوع کیا جائے، عقلِ انسانی بھی اسی کو باور کرتی ہے اور بزرگانِ دین نے بھی اسی کو حق تسلیم کیا ہے۔ دو حوالے ملاحظہ ہوں :-

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں :-

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدیدِ دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اُس کو دُور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں اُنہیں خلیفہ کہتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صـ ۳۹۳)

(۲) حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رح لکھتے ہیں :-

"ما مے گوئیم کہ خدا متصف است بلطف کما قال اللہ لَطِیْفٌ بِعِبَادِهٖ ووعدہ فرمود حفظِ قرآن را وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ ۝ ووعدۂ او واجب الوقوع است ومیگوئیم کہ لطف اقتضا میکند کہ ملّت را حافظے باشد امّا ابنِ حافظ سہ چیز میتواند شد۔ یکے آنکہ خود متکفّلِ حفظ باشد پس ہمیشہ دفعۃً بعد دفعۃٍ تقریبے احداث فرماید از غیب بہ القاء در قلبِ مردے کہ امر کند بہ معروف و نہی از منکر و القاء

در قلب قوم القیاد اُورا قال اللہ تعالیٰ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ وقال رسول اللہ صلعم يُبْعَثُ فِي كُلِّ مِائَةٍ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ دوم آنکہ اُمت مرحومہ را من حیث المجموع خاصیتے باشد کہ بر ضلالت مجتمع نشوند کما قال رسول اللہ صلعم لَا تَجْتَمِعُ أُمَّتِيْ عَلَى الضَّلَالَةِ۔ سوم شخصے را معین کنند کہ اقامت دین فرماید و چنانکہ شیعہ مے گویند کہ لطف گاہے ظہور امام معصوم است۔ ما میگوئیم کہ گاہے خدا تعالیٰ ہر سہ نوع حفظ را جمع مے فرماید و آں اکمل انواع لطف است۔ و آں در ایام خلافت رحمت وخلافت نبوت است "۔

ترجمہ۔" ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ متصف بہ لطف ہے جیسا اُس نے ارشاد فرمایا ہے" اللہ اپنے بندوں پر لطف کرنے والا ہے" اور اُسی نے وعدہ فرمایا ہے قرآن کی حفاظت کا "اور ہم قرآن کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں" اور اس کا وعدہ واجب الوقوع ہے اور ہم کہتے ہیں کہ خدائی لطف تقاضا کرتا ہے کہ ملت کا کوئی محافظ ہو۔ مگر یہ محافظ تین چیزیں ہو سکتی ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ خود حفاظت کا متکفل ہو کہ وہ ہمیشہ بار بار ایسی صورت غیب سے پیدا فرماتا رہے کہ وہ کسی مردِ کامل کے قلب پر القاء فرماتا رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وانّا لہٗ لحافظون اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صدی میں اس اُمت کے پاس ایک ایسا شخص بھیجا جائے گا جو اس کے دین کی تجدید کرے گا۔ دوسری چیز یہ ہے کہ اُمت مرحومہ میں بحیثیت مجموعی یہ خاصیت ہو کہ وہ گمراہی پر متفق نہ ہوں۔ تیسری چیز یہ ہے کہ حق تعالیٰ کسی شخص کو معین فرمائیں کہ اقامت دین فرمائے اور جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ ایک لطف گاہ امام معصوم کا ظہور رہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کبھی حق تعالیٰ حفاظت دین کی تینوں انواع کو جمع فرما دیتا ہے اور وہ لطف کی انواع میں کامل ترین نوع ہے اور اس کا ظہور ہوتا ہے خلافت رحمت اور خلافت نبوت کے ایام میں "۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب رح کا یہ حوالہ قطعی نص ہے اس امر پر کہ خلافت راشدہ کے اندر ۱ تجدید دین ، ۲ اجماع المسلمین ، ۳ استخلاف شخصی تینوں چیزیں جمع ہوتی ہیں و ھذا ھو المراد ۔

خصوصیّات و برکاتِ خلافت

(مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے)

(۶)

گزشتہ مضمون میں خلافت ملوکیت کا ذکر کرتے ہوئے خاکسار نے لکھا تھا کہ ۱۸۵۷ء کا زمانہ اسلام کی انتہائی بے بسی اور کس مپرسی کے شروع کا زمانہ تھا کہ جس میں شوکتِ اسلامیہ کے پہلے دور کا آخری ٹمٹماتا ہوا چراغ بادِ صرصر نے گل کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں بیان کردہ انذار ہر رنگ میں لفظاً و حرفاً پورا ہو گیا کہ:-

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَسْکَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ وَاِنَّا عَلٰی ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ○ (پ۱۸۔ المومنون ع ۱)

یعنی اے مسلمانو! ہم نے تمہارے لئے زندگی بخش آسمانی پانی ایک وافر مقدار میں اُتارا ہے اور ایک مقدر عرصے کے لئے اُسے زمین میں ٹھہرا دیا ہے۔ اس پانی کے ذریعہ دنیوی ثمار مہیا کی ہیں لیکن اگر تم نے اس کی قدر نہ کی اور آسمان سے تعلق توڑ دیا تو ہم آسمان سے نازل ہونے والی ان برکات کے پانی کو واپس لینے پر بھی پورے طور پر قادر ہیں۔ آیت کریمہ کے خط کشیدہ الفاظ کے عدد حروف ابجد کے حساب سے ۱۸۵۷ بنتے ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کے آخری ٹکڑے میں اسلامی شوکت کے زوال و اختتام کی تاریخ بھی چھپا رکھی تھی۔

اس پر ایک دوست نے خط لکھا کہ حروفِ ابجد کے لحاظ سے تو اس ٹکڑے کے عدد ۱۸۵۷ نہیں بنتے۔ اس کی تشریح کریں۔ سو گزارش ہے کہ آیت کریمہ کے اس ٹکڑے کے اعداد بطریق ابجد ۱۲۷۴ بنتے ہیں اور ۱۲۷۴ھ کے سن کو اگر سنِ عیسوی میں منتقل کریں تو ۱۸۵۷ء کا سن نکل آتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف لطیف ازالہ اوہام ص۲۵ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۳ ص۴۸۹)

نوٹ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جگہ آیت کے الفاظ اِنَّا عَلٰی ذَهَابٍ ... لَقٰدِرُوْنَ

لکھے ہیں یعنی ابتدائی (واؤ) کو شامل نہیں کیا۔ خاکسار کی ناقص رائے میں یہ سہوِ کتابت معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہم ۱۲۷ کا عدد (واؤ) کو شامل کرنے سے ہی نکلتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

صحبتِ امروزہ سے خلافتِ راشدہ کے کاموں پر بحث شروع ہوتی ہے واللہ الموفق وھو المستعان۔

آیت استخلاف میں خلافتِ راشدہ کے کاموں کی طرف اور ان کے نتائجِ عظیمہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے باری تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:۔

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ

یعنی اللہ تعالیٰ ضرور بالضرور خلفاءِ راشدین کے اُس دین کو مضبوطی اور تمکنت عطا فرمائے گا جسے وہ اُن کے لئے پسند کرے گا۔

اب یاد رکھنا چاہیئے کہ خلفاءِ راشدین کے کام اور فرائض وہی ہیں جو اُن کے نبیٔ متبوع صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اور سورۃ بقرہ میں ابراہیمی دُعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام تین بیان کئے گئے ہیں:۔

اوّل۔ تلاوتِ آیاتِ اللہ (یَتْلُوْ عَلَیْھِمْ اٰیَاتِکَ)

دوم۔ تعلیم احکامِ شریعت اور اُن کی حکمت کا بیان (وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ)

سوم۔ تزکیۂ نفوس (وَیُزَکِّیْھِمْ)

اب ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء نے بھی اِنہی کاموں کو جاری رکھنا ہے۔ آیت استخلاف میں بجائے اِن تین کاموں کا ذکر کرنے کے اللہ تعالیٰ نے اِن کاموں کے عظیم الشان نتائج کا ذکر کر دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت اور قادرانہ تجلیات کے ذریعہ سے ظاہر ہونے والے تھے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ خلفاء کے ذریعہ سے وہ یہ تین نتائج ظاہر کرے گا جو ایکطرف اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر دلالت کریں گے اور خلافتِ حقّہ کے من جانب اللہ ہونے پر شاہد ناطق ہونگے۔ دوسرے یہ نتائج اِس امر کا بھی اظہار کر دیں گے کہ یہ خلفاء وہی کام بجا لا رہے ہیں جو اُن کے نبیٔ متبوع یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہوئے تھے۔ کیونکہ اُنہی کاموں کے وہ نتائج نکلا کرتے ہیں جن کا آیتِ استخلاف میں ذکر ہے۔ چنانچہ تلاوتِ آیات اللہ کے مقابل پر فرمایا کہ:۔

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ

اس کا مطلب یہ ہے کہ خلفاءِ راشدین کے زمانے میں دین کو جو تمکنت و مضبوطی حاصل ہوگی وہ

محض اور محض اللہ تعالیٰ کے زندہ نشانوں اور قادرانہ تجلیات کے ذریعہ ہوگی اور شکرِ نعمت کے طور پر ان کا ذکر خلفاء کا محبوب مشغلہ ہوگا۔

عربی زبان میں دین کے معنیٰ تدبیر کے بھی ہوتے ہیں۔ پس دین کی خاطر خلفاءِ راشدین جو تدابیر اختیار کرتے ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہی اُن تدابیر کو اُن کے دل میں القاء کرتا ہے۔ پھر اپنی تائید و نصرت کی شآبیبِ رحمت سے اُن تدابیر میں برکت ڈالتا ہے اور اُن کے عظیم نتائج منظرِ عام پر لاتا ہے اور اس طرح دینِ قویم اور شریعتِ غراء کو مضبوطی اور تمکنت حاصل ہوتی چلی جاتی ہے اور مومن اپنے ایمان میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔

کیا ابھی ابھی آپ نے ایک عجیب نظارہ نہیں دیکھا! کہ اللہ کے ایک برگزیدہ بندے ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اشاعتِ دینِ قویم اور مغربی اقوام پر حجّتِ اسلام کو پورا کرنے کے لئے ایک الٰہی دینی سفر اختیار کیا اور قدم قدم پر اللہ تعالیٰ نے اپنی تائیدات اور نصرتوں کی بارش برسادی اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ جب بانیلِ مرام اپنے مقدّس مرکز میں رجعت فرما ہوئے تو بار بار ہم نے آپ کی زبانِ فیض ترجمان سے اللہ تعالیٰ کی قدرتوں، نصرتوں اور نشانوں کے تذکرے سُنے اور يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ کا نظّارہ دیکھا۔ اور اس سے دینِ متین کو ایک نئی مضبوطی اور تمکنت عطا ہوئی اور قلوب کے ایمان بھی تازہ ہوگئے۔ گویا خلفاءِ راشدین کا دینی مسلک، اُن کے عقائد، اُن کی پالیسی، انکی تدابیر، اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ ہوتی ہیں اور اُن پر خود اللہ تعالیٰ انہیں قائم کرتا ہے اور اُن کے ذریعہ سے دین کو مضبوطی و تمکنت عطا کرتا ہے تب خلفاء بھی ہمہ تن شکر و سپاس بن جاتے ہیں اور قولاً و حالاً يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ کا نظّارہ پیش کرتے ہیں۔

سیّدنا حضرت مصلح موعود فضلِ عمر رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان دورِ خلافت میں بھی ہمیشہ ہمیں یہی نظارہ نظر آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات و نصرتوں کی بارش ہوتی رہتی تھی جن سے احمدیت مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئی اور بارہا

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ

کا وعدہ پورا ہوا اور اس پر سیّدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ بے اختیار اللہ تعالیٰ کے اِن احسانات کا ذکر کرتے اور يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ کا نظّارہ پیش کرتے جلسہ سالانہ کے موقعوں پر تقریر کرنے سے پہلے بعض دفعہ حضور انور رضی اللہ عنہ جب سورۃ فاتحہ کی تلاوت فرماتے تو ایک خاص جذبے اور جلال کے ساتھ اور تشکّر و حمد و ثناء کے جذبات سے بھرپور ہو کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

کے الفاظ دُہراتے اور بار بار دُہراتے کہ سامعین پر ایک خاص کیفیت و وجد طاری ہو جاتا اور قلوب اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہو جاتے اور حمدِ باری کے سرمدی ترانے گانے لگتے۔ سیدنا مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتداء کو دیکھیں اور پھر انتہاء کو دیکھیں تو پیش گوئی مصلح موعود کے الہامی الفاظ

مَظْهَرُ الاَوَّلِ وَالاٰخِرِ مَظْهَرُ الحَقِّ وَالعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

کے معنی سمجھ میں آجاتے ہیں۔

ہاں یاد کرو وہ وقت کہ جب ۱۹۳۴ء میں ایک مخصوص طائفہ اعداء اپنے زعمِ باطل میں احمدیت کو نیست و نابود کر دینے کا عزم لے کر قادیان میں آیا اور اُس نے بزعم خود قادیان میں "فرزندانِ توحید کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر جس کا ایک کنارہ ڈی۔اے۔وی ہائی سکول سے اور دوسرا منارۃ المسیح سے ٹکرا رہا تھا" کا نظارہ اپنے اخبارات میں پیش کیا۔

ہاں پھر وہ وقت بھی یاد کرو کہ جب خدا کے بندے محمود رضی اللہ عنہ کے لبوں سے خطبہ جمعہ میں وہ تاریخی الفاظ نکلے کہ :-

"مَیں ان لوگوں کے پاؤں تلے سے زمین نکلتے ہوئے دیکھتا ہوں" (مفہوماً)

اور پھر کس طرح سے آناً فاناً اللہ تعالیٰ نے مسجد شہید گنج لاہور کا زلزلہ ان مخالفین کے سروں پر وارد کر دیا اور ان کے پاؤں تلے سے واقعی زمین نکل گئی۔ پھر اسی فتنہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیفہ برحق کے ہاتھ سے گلستانِ احمدؐ میں تحریک جدید کا ننھا سا پودا نصب کروا دیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے اب ایک تن آور درخت بننے کو ہے اور اس کی شاخیں، ہاں پھلدار شاخیں، اقوامِ عالم کے گھروں پر سایہ فگن ہیں۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

۱۹۵۳ء کے ہنگامے میں اسی اللہ کے بندے نے اعلان کیا کہ "میرا خدا دوڑتا ہوا میری طرف آرہا ہے وہ مجھے ہرگز نہیں چھوڑے گا۔ وہ مجھ میں ہے ....." (مفہوماً) اور پھر دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محمودؓ کی مدد کے لئے دَوڑ کر آیا اور اس سے وہ الہامی وعدے بھی پورے ہو گئے جو اُس نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے کئے تھے کہ :-

اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْكَ بَغْتَةً ــــ اِنَّا تَجَالَدْنَا فَانْقَطَعَ الْعَدُوُّ وَاَسْبَابُهٗ۔

یعنی مَیں فوجوں کو لے کر اچانک تیری مدد کو پہنچوں گا ـــــ ہم اپنی تلوار سونت لیں گے تو دشمن اور اس کی تدابیر تباہ ہو جائیں گی۔"

اسلام کے دورِ اوّل کی خلافتِ راشدہ کے واقعات بھی یہی نظارے ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر عرب میں ہنگامۂ ارتداد بھڑک اٹھتا ہے۔ جھوٹے مدعیانِ نبوت اسود عنسی و مسیلمہ کذاب اپنی فوجیں لے کر مدینہ پر چڑھ آتے ہیں۔ اس گھبراہٹ کے عالم میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جیسا جری انسان بھی گھبرا کر خلیفۂ وقت سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے درخواست کرتا ہے کہ اس نازک وقت میں لشکرِ اسامہؓ کو بغاوت فرو کرنے کے لئے عارضی طور پر مدینہ میں ہی روک لیا جائے۔ اس پر صدیق اکبر فرماتے ہیں کہ:۔

مَاکَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ اَنْ یَّمْنَعَ عَسْکَرًا جَھَّزَہٗ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

یعنی ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ اس لشکر کو روکے جسے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خاص مقصد کے لئے تیار کیا تھا۔"

پھر فرمایا کہ:۔

"عمر! اگر باغی مدینہ میں داخل ہو جائیں اور مسلمان عورتوں کی لاشوں کو کتے گھسیٹتے پھریں تو خدا کی قسم ابوبکر اس حالت میں بھی اس لشکر کو مدینہ میں نہیں روکے گا۔"

اب خدا تعالیٰ کے فضل کو دیکھیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے اسی تدبیر و پالیسی کو اپنی تائید و نصرت سے نوازا جس پر اس نے خلیفۂ وقت کو قائم کیا تھا اور دنیا کو

وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ

کا نظارہ دکھا دیا۔ اور اپنے خلیفہ کی ایک ایک قدم پر نصرت و تائید کی۔

اب خلافتِ ثانیہ کو لیں۔ شام کی جنگ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سپہ سالارِ افواجِ اسلام گھبرا کر امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خط لکھتے ہیں کہ حضور! دشمن کی سپاہ لاتعداد ہے، ان کا مقابلہ ہم کر ہی نہیں سکتے۔ بھلا چند ہزار مسلمان کئی لاکھ کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو پیچھے ہٹ آئیں۔ اس پر امیر المومنینؓ نے جواب لکھا کہ کیا اس وقت تک جو اسلام کی فتوحات ہوئی ہیں وہ ہماری طاقت و تعداد کے بل بوتے پر ہوئی ہیں؟ ہماری فتح کا دارومدار اللہ کی نصرت پر ہے جو بہر حال ہمارے شاملِ حال ہے۔ ابوعبیدہ! انجام کی پرواہ مت کرو۔ آگے بڑھو اور دشمن کے مقابلے میں ڈٹ جاؤ (مفہوماً)۔ اس کے بعد دنیا نے جنگوں کی تاریخ کا ایک انوکھا معجزہ دیکھا کہ چند ہزار فدایانِ اسلام نے لاکھوں نصرانیوں کے پاؤں

اُکھاڑ دیئے اور اُنہیں عبرتناک شکست فاش دی۔ اگرچہ صحابہ کرامؓ نے اس جنگ میں اپنا خون پانی کی طرح بہا دیا مگر اسلام کے جھنڈے کو بلند ہی رکھا اور سرنگوں نہ ہونے دیا اور دنیا نے پھر

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ

کا ایک انوکھا نظارہ دیکھا۔

اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے معجزات و نشانات کے واقعات سے اسلام کے ہر دو اُدوار کی خلافتِ راشدہ کے عہد معمور ہیں۔ کس کا ذکر کریں اور کس کو چھوڑیں؟۔ اِن خدا کے مقرر کردہ خلفاء کی زندگی کا ہر دن بلکہ ہر گھڑی اللہ تعالیٰ کے نشانات سے معمور ہوتی ہے اور وہ ہر آن يَتْلُوْ عَلَيْهِمْ اٰيَاتِكَ کا نظارہ پیش کرتے ہیں اور انہی نشانات کے ذریعہ تمکینِ دین ہوتی چلی جاتی ہے۔ یہ ایک مبارک چکر ہے جو ہر آن جاری و ساری رہتا ہے۔

اب خلافتِ سیّدنا نورالدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ کے ذکر پر اِس مضمون کو ختم کیا جاتا ہے۔ آپ کی خلافت پر جب کچھ عرصہ گزر گیا تو بعض لوگوں نے مسئلۂ خلافت کی ایسی تشریحات و توجیہات کرنی شروع کر دیں جو اسلامی و قرآنی تصریحات کے منافی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں مردود تھیں۔ مثلاً یہ کہ جماعت احمدیہ کی اصل حاکم صدر انجمن احمدیہ ہے، خلیفہ کا انتظامی کاموں سے کوئی سروکار نہیں ہونا چاہیئے اِن امور میں صدر انجمن احمدیہ اصل ہیئتِ حاکمہ ہے۔ خلیفہ کا کام یہ ہے کہ جماعت میں نئے داخل ہونے والوں سے بیعت لے، نمازیں اور جمعے پڑھا دیا کرے اور اخلاقی و روحانی وعظ کرتا رہے۔ جب حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کو ان خیالات کا علم ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ جماعت احمدیہ کے امراء و سربر آوردہ احباب کو بعض سوالات بھجوائے جائیں کہ وہ ان کے جوابات دیں۔ پھر ایک مقررہ تاریخ پر آپ نے اِن امور کا فیصلہ کرنے کے لیے جماعت کے نمائندگان کو قادیان میں بُلایا۔ مقررہ تاریخ پر بعد نماز عصر مسجد مبارک کی چھت پر اس جلسہ کا انعقاد ہوا۔ حضرت خلیفۂ اوّل رضی اللہ عنہ کے لئے چھت کے صحن کے عین درمیان میں ایک مسند بنا دی گئی تھی کہ آپ اس پر تشریف فرما ہوں گے۔ حضور تشریف لائے اور مسجد مبارک کے پُرانے شمالی حصہ میں ہی کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ مَیں آج مسجد کے اس حصہ میں کھڑا ہونا بھی پسند نہیں کرتا جو انجمن نے بنوایا ہے۔ پھر آپؓ نے ایک جلالی تقریر فرمائی اور فرمایا کہ خلافت کی رِدا مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنائی ہے، مجھے کسی انجمن نے خلیفہ نہیں بنایا اور نہ مَیں اس کے بنانے کو کوئی وقعت دیتا ہوں۔ پھر آپ نے اِن خیالاتِ فاسدہ میں گرفتار ہونے والوں کو اِنذار کیا اور کہا کہ مَیں ایک موقعہ

اصلاح کا تم کو اُور دیتا ہوں۔ پھر آپ نے اکابر جماعت پیغام کا نام لے کر انہیں آگے بلایا کہ وہ اگر توبہ کرتے ہیں تو دوبارہ بیعتِ خلافت کریں۔ حامیانِ خلافت میں سے بھی ایک بزرگ کی آپ نے دوبارہ بیعت لی یعنی حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ کی۔ اِس بناء پر کہ مکرم شیخ صاحب موصوف نے خلافت کی حمایت میں بھی کیوں خلیفۂ وقت کی اجازت کے بغیر جلسہ منعقد کروایا۔

آپ کی اِس تقریر اور بعض لوگوں کی دوبارہ بیعت کے بعد جماعت کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے سکون و اطمینان قائم کر دیا اور اپنی سکینت نازل فرما دی۔ اور اِس دینی مسئلہ کی اُسی تشریح کو اپنی تائید و نصرت سے نوازا جس پر اُس نے اپنے خلیفۂ برحق سیدنا نورالدین رضی اللہ عنہ کو قائم کیا اور جو اس کی نگاہ میں حقیقی طور پر پسندیدہ تھی۔ اور یہی وہ تشریح ہے جس پر اُس وقت سے لے کر اب تک جماعت احمدیہ کا سوادِ اعظم قائم ہے سوائے چند "اڑھائی ٹوٹروؤں" کے جو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنائے بیٹھے ہیں:-

وَمَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِس سے بچائے۔ آمین

جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ آن اِس عظیم الشان نعمت پر اللہ تعالےٰ کی حمد کے ترانے گاتا رہے کہ اُس نے تیرہ سَو سال کے بعد پھر ہمارے درمیان خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کو قائم فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مشہور پیش گوئی

...... ثُمَّ تَكُونُ الْخِلَافَةُ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ

کو پورا فرمایا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اِس سایۂ رحمت کو قیامت تک ہمارے لئے ممتد کرے اور ہمیں پورے طور پر اس کی قدردانی کرنے اور اس کی برکات سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائے ؎

وَاٰخِرُ كَلِمِنَا حَمْدٌ وَّ شُكْرٌ ؛ لِرَبٍّ مُّحْسِنٍ ذِى الْاِمْتِنَانِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"جو عہد تم نے بیعت میں کیا ہے اس پر قائم رہو"

(ملفوظات جلد پنجم ص۷۱)

اہم مرکزی اعلانات

عَلَمِ انعامی انصار اللہ اور اسنادِ خوشنودی کیلئے ذیلی قواعد

جملہ مجالس انصار اللہ کی اطلاع کے لئے اعلان ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عَلَمِ انعامی اور علاقائی مجالس کے لئے اسنادِ خوشنودی کے لئے مندرجہ ذیل قواعد منظور فرمائے ہیں :۔

الف۔ عَلَمِ انعامی اور اسناد صرف انہی مجالس کو دی جائیں گی جنہوں نے دوران سال جملہ قیادتوں کے ساتھ عملی تعاون کیا ہو۔

ب۔ تعاون کرنے والی اور اس اعزاز کی حقدار صرف وہی مجلس سمجھی جائے گی جس نے تمام قیادتوں سے پچھتر فیصد نمبر حاصل کئے ہوں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

اراکین مجلس انصار اللہ

جملہ اراکین مجلس انصار اللہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ مجلس کا مالی سال ۳۱ دسمبر کو ختم ہو رہا ہے۔ آپ کے ذمہ اس سال کا جس قدر چندہ بقایا ہے وہ مہربانی کر کے فوری طور پر ادا کر دیں تاکہ آپ کے زعیم صاحب اسے وقت کے اندر مرکز میں بھجوا سکیں۔ اس نیک کام میں مرکز کے ساتھ تعاون فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

زعماء اعلیٰ و ناظمین اضلاع انصار اللہ

مجلس انصار اللہ کا مالی سال ۳۱ دسمبر کو ختم ہو رہا ہے تمام زعماء اعلیٰ اور ناظمین اضلاع کو ان کی متعلقہ مجالس کی مالی حالت کا نقشہ بھجوا دیا گیا ہے۔ ان سب سے اس بات کی توقع رکھنے میں مرکز حق بجانب ہے کہ وہ پوری توجہ اور پوری کوشش سے بقایا جات وصول کر کے مرکز میں بھجوا دیں تاکہ بجٹ پورا ہو سکے۔ جزاکم اللہ خیراً۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ)

رمضان المبارک اور ایثار

رمضان کے مبارک ایام بڑے ہی سبق آموز ایام ہیں۔ یہ ہمیں سکھاتے ہیں کہ اگر انسان یہ چاہتا ہے کہ آسمان پر اس کا خدا راضی ہو جائے تو وہ اپنے بعض جائز حقوق اور خواہشات سے بھی دستبردار ہو جاتے۔ چنانچہ اسی کا نام "ایثار" ہے۔ سو آپس میں روٹھے ہوئے بھائیوں کے لئے صلح کے یہ بہترین ایام ہیں تاہم اس زمانے کے مامور من اللہ کی آواز پر لبیک کہنے والے بن جائیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو۔ کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں وہ کاٹا جائے گا کیونکہ وہ تفرقہ ڈالتا ہے۔ تم اپنی نفسانیت ہر پہلو سے چھوڑ دو اور باہمی ناراضگی جانے دو اور سچے ہو کر جھوٹے کی طرح تذلل کرو تا تم بخشے جاؤ۔"

(کشتی نوح)

(نائب قائد ایثار مرکزیہ)

روزانہ خدمتِ دین کے لئے وقت دینے کی اہمیت

خدا تعالیٰ کی ہزاروں ہزار رحمتیں اور برکتیں ہوں اس زمانہ کے مامور من اللہ پر جن کے ذریعہ ہمیں اپنے پیارے "رب" جیسا خزانہ ہمارے ہاتھ لگا ہے۔ ایسے پیارے خزانے کے حصول کے لئے بڑی ہی محنت اور تسلسل رکھنے والی جد و جہد کی ضرورت ہے لہٰذا اس کی روشنی میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد پر عمل کرنا کوئی بڑی بات نہیں " ان کے لئے (یعنی انصار کے لئے۔ ناقل) بھی لازمی ہوگا کہ وہ روزانہ آدھ گھنٹہ خدمت دین کے لئے وقت کریں۔"

(الفضل یکم اگست ۱۹۴۰ء)

(نائب قائد ایثار مرکزیہ)

ضمیمہ ماہنامہ انصار اللہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۷ء

ملخص

سالانہ رپورٹ کارگزاری

مجلس انصار اللہ مرکزیہ

بابت سال

۱۹۶۷ء

۱۳۴۶ ھش

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ——— نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ——— و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

احباب کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذشتہ سال شوریٰ انصار اللہ ۱۹۶۶ء میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ:-

"جملہ قائدین شعبہ جات کی سالانہ رپورٹس جو وہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر پیش کیا کریں۔ ان کا خلاصہ ماہنامہ انصار اللہ میں شائع ہو جانا چاہیئے۔ کل تعداد اتنے صفحات کی (جن میں رپورٹس کا خلاصہ ہو) علیحدہ بھی شائع کر کے مجالس میں بھجوا دی جایا کرے تا کہ مجالس مقامی آئندہ پروگرام مرتب کرتے وقت پچھلے سال کی کارکردگی کو سامنے رکھ سکیں"۔

اس فیصلہ کی تعمیل میں قائدین کرام انصار اللہ کی رپورٹوں کا خلاصہ ماہنامہ "انصار اللہ" بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۷ء میں بطور ضمیمہ شائع کر دیا گیا ہے۔ ایک کاپی آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔

والسلام

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ

ربوہ

۲۰ ردسمبر ۱۹۶۷ء

قیادتِ عمُومی

احباب کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ مجلس انصار اللہ اپنے محبوب امام سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی براہ راست نگرانی میں تیزی سے ترقی کی منازل طے کر رہی ہے اور حضور کی دُعائیں۔ ذاتی توجہ اور راہنمائی مجلس کو حاصل ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

دورانِ سال قیادت عمومی کے کام کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے:۔

۱۔ لائحہ عمل کی تیاری

سال کے شروع میں تمام مرکزی قیادتوں سے لائحہ عمل تجویز کروایا گیا۔ جملہ قیادتوں کے پروگرام کو یکجا کرکے مجلس عاملہ مرکزیہ کی سفارش کے ساتھ حضرت امیر المومنین ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کرکے منظوری حاصل کی گئی اور اس کو طبع کروا کے جملہ مجالس کو ارسال کیا گیا۔

۲۔ اجلاس مجلسِ عاملہ مرکزیہّ

اس سال مجلس عاملہ مرکزیہّ کے دس۱۰ اجلاس منعقد ہوئے۔ جن میں مجلس کی ترقی و بہبود کے لئے تدابیر سوچی اور انتظامی امور کا جائزہ لیا جاتا رہا۔

۳۔ تربیتی اجتماعات

دورانِ سال خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان میں چھبیس۲۶ مقامات پر انصار اللہ کے کامیاب اجتماعات منعقد ہوئے۔

(۱) انور آباد ضلع لاڑکانہ۔ (۲) راولپنڈی۔ (۳) پشاور۔ (۴) مردان۔ (۵) گوجرانوالہ۔ (۶) کراچی۔

(۷) چکوال - (۸) کوئٹہ - (۹) چٹا گانگ مشرقی پاکستان - (۱۰) برہمن بڑیہ مشرقی پاکستان - (۱۱) گوٹھ غلام محمد ضلع خیرپور - (۱۲) ڈھاکہ مشرقی پاکستان - (۱۳) سُندربن مشرقی پاکستان - (۱۴) احمد نگر مشرقی پاکستان - (۱۵) حافظ آباد ضلع گوجرانوالہ - (۱۶) کنری ضلع تھرپارکر - (۱۷) شیخوپورہ - (۱۸) ساہی وال - (۱۹) اوڑحمہ ضلع سرگودھا - (۲۰) باذھی ضلع نواب شاہ - (۲۱) نارووال ضلع سیالکوٹ - (۲۲) سیالکوٹ - (۲۳) ڈسکہ ضلع سیالکوٹ - (۲۴) لائل پور - (۲۵) گجرات - (۲۶) جھنگ -

اِن اجتماعات میں گرد و پیش کی مجالس کے انصار شامل ہوئے اور حسبِ استطاعت اس رُوحانی فائدہ سے فیض حاصل کرتے رہے - انتظامی لحاظ سے یہ اجتماعات مجالس کی بیداری - خلافتِ راشدہ سے اور زیادہ گہری اور دلی وابستگی اور محبت پیدا کرنے اور اخلاص اور خدمت دین کے لئے جوش اور جذبہ کو ابھارنے کا موجب بنتے رہے - فالحمد للہ علیٰ ذالک -

حسبِ سفارش مجلس شوریٰ انصاراللہ ۱۹۶۹ء حضور ایدہ اللہ کی منظوری اور اجازت سے مکرم قاضی محمد نذیر صاحب اور مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب مرکزی نمائندہ کے طور پر مشرقی پاکستان تشریف لے گئے - اور مکرم چوہدری فضل احمد صاحب (قائد تعلیم، صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے نمائندہ تھے - مولوی محمد صاحب اور مکرم شمس الرحمن صاحب ناظم اعلیٰ انصاراللہ ڈھاکہ نمائندہ کے طور پر اس وفد میں شامل ہوئے - ان پانچ بزرگوں پر مشتمل وفد نے مشرقی پاکستان کے مختلف حصوں میں تشریف لے جا کر انصاراللہ کے اجتماعات میں شمولیت فرمائی - پانچ مقامات پر انصاراللہ کے باقاعدہ اجتماعات ہوئے -

اِن پانچ مقامات کے علاوہ وفد نے چاندپور - اوتھائی - چوڑنگا - ماہی گنج - دیناج پور - بھات گاؤں اور میمن سنگھ کے مقامات کا دورہ کیا - جہاں نہایت محبت اور تپاک کے ساتھ ان کا استقبال کیا گیا - اور اخلاص اور ایمان کے شاندار مظاہرے دیکھنے میں آئے - جن مرکزی اور مقامی احباب نے مجلس انصاراللہ مرکزیہ کے زیرِ اہتمام اجتماعات کو کامیاب بنانے کی کوشش کی - ان میں سے چند ایک کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں - اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے -

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب	محترم قاضی محمد نذیر صاحب
" شیخ مبارک احمد صاحب	" مولانا عبدالمالک خان صاحب
" مولانا غلام احمد صاحب فرخ	" چوہدری شبیر احمد صاحب
" مولوی دوست محمد صاحب	" مولانا نسیم سیفی صاحب
" " احمد خان صاحب نسیم	" پروفیسر بشارت الرحمن صاحب
" قریشی عبدالرحمن صاحب	" مولوی غلام باری صاحب سیف
" مولوی محمد صاحب مشرقی پاکستان -	" محمد شمس الرحمن صاحب ڈھاکہ

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض ہے کہ نظارت اصلاح وارشاد اور تحریک جدید ان اجتماعات کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ ہر طرح تعاون فرماتی رہی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔ آمین

۴ - ماہانہ رپورٹ کارگزاری

دوران سال اس امر کی کوشش کی جاتی رہی کہ مجالس ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ اپنی نیک مساعی کی اطلاع ماہانہ رپورٹ کی شکل میں مرکز کو دیں ۔ اس کے لئے ہر ماہ کی دس تاریخ تک انتظار کر کے مجالس کو یاددہانی کروائی جاتی رہی جس کے نتیجہ میں ۲۳۳ مجالس اپنی ماہانہ رپورٹیں مرکز میں بھجواتی رہیں ۔

بعض ناظمین اعلیٰ و ناظمین اضلاع کا کام امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت نمایاں رہا ۔ مکرم شمس الرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ انصاراللہ مشرقی پاکستان بڑی مستعدی سے مجالس کی نگرانی کرتے رہے اور ان میں بیداری پیدا کرنے کیلئے مسلسل کوشش کرتے رہے ۔ اور مکرم قریشی عبدالرحمٰن صاحب ناظم اعلیٰ سابق سندھ کی کوشش اور مساعی کو دیکھ کر دل خدا کی حمد سے بھر جاتا ہے کہ اس نے اپنے دین کی اشاعت کے لئے کیسے انتھک اور محنتی فدائی پیدا کئے ہیں

مکرم میاں محمد سعید صاحب ناظم ضلع ملتان باوجود پیرانہ سالی اور علالت طبع کے سارے ضلع کی مجالس کا دورہ کرتے اور مجالس کے اندر خدمت دین کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کرتے رہے ۔

مکرم چوہدری رکن الدین صاحب ناظم ضلع پشاور مکرم میاں بشیر احمد صاحب ایم ۔ اے ناظم اعلیٰ سابق بلوچستان و قلات اور مکرم مولوی عبدالکریم صاحب ناظم انصاراللہ ضلع جہلم نے بھی بڑی توجہ اور انہماک سے اپنے فرائض کو ادا کیا ۔

۵ - راہِ ھُدیٰ

گذشتہ سال ایک مجلس کی طرف سے تجویز موصول ہوئی تھی کہ " راہِ ھُدیٰ " کو مکمل کیا جائے ۔ نیز سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انصاراللہ کے متعلق اس وقت تک کے ارشادات اس میں شامل کئے جائیں ۔ عرصہ زیر رپورٹ میں اس اہم کام کی طرف توجہ دی گئی ۔ اور حضرت فضل عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انصاراللہ کے بارہ میں ارشادات نکلوائے گئے ۔ اور بلاک بنوا کے " راہِ ھُدیٰ " میں شامل کئے گئے ۔

۶ - دفتر مرکزیہ

عرصہ زیر رپورٹ میں مجلس انصاراللہ کے دو انسپکٹروں نے ۳۸۶ مجالس کا دورہ کیا ۔

اِمسالِ دفتر مرکزیہ میں ۳۱۰۵ خطوط موصول ہوئے - ان خطوط پر حسبِ ضرورت کارروائی اور مجالس کی مناسب راہنمائی کی جاتی رہی - ان خطوط کے جوابات اور مختلف تحریکوں پر مشتمل امسال دفتر کی طرف سے کل ۱۴۲۲۲ خطوط باہر بھجوائے گئے -

۷ - اس موقع پر میں ادارہ الفضل کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہر موقع پر مجلس انصاراللہ سے تعاون کیا - اللہ تعالیٰ انہیں بھی جزائے خیر دے - آمین

قیادتِ تعلیم

سال زیر رپورٹ میں سہ ماہی وار امتحانات باقاعدہ مقررہ تاریخوں پہ ہوئے -

● پہلا امتحان دسمبر ۱۹۶۶ء میں ہوا - اس کے نصاب میں ترجمہ نصف دوم پارہ ہفتم شامل تھا - کل ۱۷۰ اراکین کرام نے شمولیت اختیار کی -

● دوسرا امتحان مارچ ۱۹۶۷ء میں ہوا - جس کے نصاب میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف لطیف "چشمہ مسیحی" شامل تھی - اس میں کل ۱۲۱ اراکین نے حصّہ لیا - جنہیں ۲۸ معیار دوم کے تھے - جنہوں نے چشمہ مسیحی کا مضمون زبانی سُن کر زبانی جوابات اپنے مقامی زعماء صاحبان کو دیئے -

● تیسرا امتحان جون ۱۹۶۷ء میں ہوا - جس میں شامل ہونے والوں کی تعداد ۲۹۶ تھی - معیار اوّل کے ۲۴۲ اور معیار دوم کے ۵۴ تھے - اس امتحان کے نصاب میں ترجمہ نصف اوّل پارہ ہشتم تھا -

● سالِ زیر رپورٹ کا آخری امتحان ستمبر ۱۹۶۷ء میں ہوا - اس میں معیار اوّل کے ۱۶۵ اور معیار دوم کے ۸ کُل ۱۷۳ اراکین نے حصّہ لیا - نصاب میں حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف لطیف "لیکچر لاہور" تھا -

ان چاروں امتحانات میں اوّل اور دوم رہنے والے حسب قواعد انعامات کے مستحق قرار دیئے گئے -

● اطفال الاحمدیہ کا انصاراللہ مرکزیہ کے زیرِ انتظام ہر سال ایک انعامی امتحان مقابلہ ہوتا ہے جس میں اوّل آنے والے طفل کو سال بھر کی پوری فیس اور دوم آنے والے طفل کو نصف فیس بطور انعام ملتی ہے - اس غرض کیلئے تحریری امتحان اجتماع اطفال الاحمدیہ کے دوران ہوا - تاکہ بیرون جات سے آمدہ اطفال بھی مقابلہ میں شرکت کر سکیں -

● حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۴ ؍ فروری ۱۹۶۶ء میں یہ ارشاد فرمایا تھا - کہ قرآن مجید کی تعلیم کا کام کراچی اور ضلع جھنگ میں انصاراللہ کے ذمہ ہے - اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ کام بخیر و خوبی ہو رہا ہے -

دوران سال زیر رپورٹ مندرجہ ذیل مجالس نے خاص طور پر کام میں سرگرمی دکھائی۔
(۱) کراچی - (۲) جھنگ صدر - (۳) چنیوٹ -

قیادتِ تجنید

جو اطلاع مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور زعماء صاحبان کی طرف سے ملی ہے۔ اس کے مطابق اس سال ۱۵۵ خدام انصار اللہ کے ممبر بنے۔ ہمارے نزدیک یہ تعداد کسی طرح بھی صحیح نہیں۔

نئی مجالس کے قیام کے لئے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان نیز ناظمین اضلاع کی خدمت میں اس بارے میں ۶۰ خطوط لکھے گئے۔ ان سب کوششوں کے نتیجہ میں اس سال پندرہ ۱۵ نئی مجالس کا قیام عمل میں آیا۔ جن کی تفصیل یہ ہے:-
ضلع سیالکوٹ ۴ - ضلع گجرات ۱ - ضلع بہاولنگر ۴ - ضلع گوجرانوالہ ۱ - ضلع ملتان ۲ -
ضلع آزاد کشمیر ۱ - بیرون پاکستان برما، امریکہ اور سنگاپور میں نئی مجالس اس سال قائم ہوئی ہیں۔

قیادتِ اشاعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال ماہنامہ انصار اللہ کی خریداری میں تسلی بخش طور پر اضافہ ہوا۔ اس کیلئے انفرادی کوششوں میں سرِ فہرست مولانا غلام احمد صاحب فرخ کا نام آتا ہے۔ جنہوں نے حسبِ سابق اس سال بھی ماہنامہ کی خریداری بڑھانے کیلئے انتھک کوششیں کیں۔ محترم شیخ مبارک احمد صاحب نے نہ صرف انفرادی طور پر دوستوں کو توجہ دلائی بلکہ بعض جماعتوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ ماہنامہ کی زیادہ کاپیاں منگوا کر انہیں فروخت یا تقسیم کرنے کا انتظام کریں۔ چنانچہ کراچی میں پچاس پرچے خدام الاحمدیہ نے منگوائے اور پچاس پرچے انصار اللہ نے۔

جہاں تک ماہنامے کا علمی و ادبی معیار بلند کرنے کا تعلق ہے مکرم شیخ محبوب عالم صاحب خالد اور مکرم پروفیسر بشارت الرحمٰن صاحب کے علاوہ جو اکثر اپنے قیمتی مضامین سے نوازتے رہتے ہیں۔ متعدد دیگر احباب سے بھی مضامین حاصل کئے گئے۔ ان دوستوں میں مولانا عبد المالک صاحب - شیخ مبارک احمد صاحب - مرزا عبد الحق صاحب - شیخ غلام مجتبیٰ صاحب - مولانا نذیر احمد صاحب مبشر - شیخ نذیر احمد صاحب بشیر - چوہدری خالد سیف اللہ صاحب محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب - مولانا ابو العطاء صاحب فاضل - مولوی صدر الدین صاحب - پروفیسر محمد علی صاحب - اخوند فیاض احمد صاحب، مولانا غلام احمد صاحب فرخ اور چوہدری محمد ابراہیم صاحب ایم۔ اے ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں۔

اس وقت پرچے کی مالی حالت یہ ہے۔ کہ آمد جملہ اخراجات کے لئے کافی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر دوست کوشش فرمائیں اور اس کی اشاعت دو ہزار تک پہنچ جائے۔ تو پرچہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہو سکتا ہے۔

امسال ایک پمفلٹ "میری بعثت کی غرض" (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کے اقتباسات) ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا گیا ہے۔

قیادتِ وقفِ جدید

وقفِ جدید کے سلسلہ میں پاکستان کی ۵۶۰ مجالس میں سے صرف ۲۲۳ مجالس کی رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ کہ وقفِ جدید کے وعدے مرکز میں بھجوا دیئے گئے ہیں۔ وقفِ جدید کے وعدوں کے حصول کیلئے مجالس انصاراللہ نے جو سعی کی ہے وہ ناکافی ہے۔ اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ وعدوں کی کمی اور سعی کی کمی کو پورا کرنے کیلئے بھرپور کوشش کی جائے۔

قیادتِ ایثار

۱۔ امدادِ مستحقین:۔ ۱۰۵۵۲ مستحقین کی مختلف رنگوں میں امداد کی گئی۔ ان میں نادار مریض۔ یتامیٰ۔ بیوائیں اور غرباء سب شامل ہیں۔ ۵۹۲۰ مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ بعض کو مفت ٹیکے تک لگائے جاتے رہے۔ بعض کو ہسپتالوں میں داخلہ کر دیا گیا۔ بعض کیلئے ٹرانسپورٹ کا انتظام کیا گیا۔ مریضوں کے علاوہ ان میں یتامیٰ۔ بیواؤں اور غرباء کی تعداد علی الترتیب ۵۱۷۔ ۴۹۴ اور ۳۶۱۱ ہے۔ ان میں بعض کی نقدی کی صورت میں مدد کی گئی جو ۲۲۳۲ روپے بنتی ہے۔ اور بعض کی پارچات سے مدد کی گئی۔ جنکی مجموعی مالیت ۱۹۰۳ روپے ہے۔ ایک حصہ کو کاروباری ضرورتوں کیلئے یا شادیوں وغیرہ کی سرانجام دہی کیلئے ۲۴۴۲ روپے بطور قرضہ حسنہ دیئے گئے۔ اس سلسلہ میں ایک بیلوں کی جوڑی اور ایک سو من غلے کا بھی رپورٹوں میں ذکر ہے۔

۲۔ انسدادِ بیکاری:۔ ۴۵ بیکاروں کے لئے روزگار مہیا کیا گیا۔

۳۔ وقارِ عمل:۔ ۹۵ وقارِ عمل منائے گئے۔ وقارِ عمل کو خدمتِ خلق کیلئے ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ اس میں اگر دوسرے کاموں کو شامل کیا جائے۔ تو اسپر ۹۷۸۴ گھنٹے صرف ہوئے۔ اسکے نتیجہ میں مساجد کی صفائی کی گئی۔ گندی نالیاں صاف کی گئیں۔ پختہ نالیاں تعمیر کی گئیں۔ سکولوں کی تعمیر میں حصہ لیا گیا۔ راستے صاف کئے گئے۔ مساجد کے فرش تیار کئے گئے۔

۴۔ شجرکاری:۔ اس سال ۲۱۰۴ سایہ دار اور پھلدار درخت لگا کر ایک بہت بڑی ملکی اور ملی خدمت بجا لائی گئی۔

۵۔ عبادت :۔ عبادت کے سلسلہ میں اکثر مجالس میں بیداری کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ۵۶۰ مریضوں کی عبادت کا ذکر رپورٹوں میں ہے۔

۶۔ مسافروں کی امداد :۔ اس سال ۱۱۸۲ مسافروں کی مختلف رنگوں میں امداد کی گئی۔ بعض کو کھانا مہیا کیا گیا۔ بعض کی رہائش کا انتظام کیا گیا۔ بعض کو بستر اور کپڑے مہیا کیے گئے۔ بعض مسافروں کو علاج کی سہولتیں مہیا کی گئیں۔ بعض کی بوجھ اُٹھانے میں مدد کی گئی۔ بعض کو کرایہ مہیا کیا گیا۔

۷۔ ۲۳۶ طلباء کی مختلف رنگوں میں امداد کی گئی۔ مثلاً کتابوں اور کاپیوں کی خرید میں۔ فیسوں کی معافی میں۔ بغیر معاوضہ ٹیوشن مہیا کرنے میں۔ ڈاکٹری سرٹیفکیٹ کے حصول میں۔ بعض کی نقدی کی صورت میں۔ بعض کا ٹرانسپورٹ میں اور بعض کو سائیکلیں تک خرید کر دی گئیں۔

۸۔ گمشدہ اشیاء :۔ مختلف گمشدہ اشیاء متعلقہ مالکان تک پہنچائی گئیں۔ ان کی مجموعی مالیت ۲۱۴۵ روپے بنتی ہے۔ اس میں کلائی کی گھڑیاں۔ ٹائم پیس۔ چشمے۔ کتابیں۔ پارچات اور نقد رقوم بھی شامل ہیں۔

۹۔ فسٹ ایڈ :۔ ایک درجن کے قریب افراد نے فسٹ ایڈ میں ٹریننگ لی۔

قیادتِ مال

سالِ رواں میں بجٹ اور نو ماہ کی آمد کی پوزیشن یہ ہے :۔

نام مد	کل بجٹ	تدریجی بجٹ نو ماہ	آمد نو ماہ
چندہ مجلس	۳۸۰۰۰	۲۸۵۰۰	۲۵۰۱۹
" تعمیر	۴۰۰۰	۳۰۰۰	۱۰۷۵
" سالانہ اجتماع	۴۵۰۰	۳۳۷۵	۱۵۶۱
" اشاعت لٹریچر	۴۰۰۰	۳۰۰۰	۱۵۵۷

سالِ رواں میں تاحال ۳۹۳۶ خطوط لکھے گئے۔ ۶۲ نوٹ اخبارات میں شائع کروائے گئے۔ ۲۹۷ مجالس کی طرف سے بجٹ موصول ہوئے۔ دو انسپکٹروں نے ۳۸۶ مجالس کے دورے کئے۔

جہاں تک بجٹ کے مقابل آمد کا تعلق ہے۔ نو ماہ میں تدریجی بجٹ کی وصولی کی شرح یہ ہے :۔

چندہ مجلس ۸۷٫۸ فیصد ۔ چندہ تعمیر ۳۵٫۸ فیصد ۔ چندہ سالانہ اجتماع ۴۶٫۳ فیصد

چندہ اشاعت لٹریچر ۔ ۵۱٫۹ فی صد ؛ گویہ شرح وصولی زیادہ اچھی نہیں ہے ۔

سال ۱۹۶۶ء میں رسالہ انصار اللہ کو ۱۲۹۶ روپے کی امداد دی گئی۔ اور سالِ رواں میں اس وقت تک ان کو ۳۵۵۱٫۳۲ روپے دیئے جاچکے ہیں۔ یہ بوجھ رسالہ کی خریداری کے بڑھنے سے ہی کم ہو سکتا ہے۔ خیال ہے کہ اگر خریداروں کی

تعداد تین ہزار سے بڑھ جائے ۔ تو رسالہ خود کفیل ہو سکتا ہے۔

۲۶ ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو بجٹ اور وصولی کی صورت یہ تھی :۔

نمبر شمار	نام مد	بجٹ سالانہ	تدریجی بجٹ دس ماہ	وصولی	وصولی فیصد بلحاظ تدریجی بجٹ	کیفیت
۱	چندہ مجلس	۳۸۰۰۰	۳۱۶۶۷	۲۹۵۴۴	۹۳٫۳	
۲	" تعمیر دفتر	۴۰۰۰	۳۳۳۳	۱۲۲۰	۳۶٫۶	
۳	" سالانہ اجتماع	۴۵۰۰	۳۷۵۰	۲۳۰۰	۶۱٫۳	
۴	" اشاعت لٹریچر	۴۰۰۰	۳۳۳۳	۱۷۰۷	۵۱٫۲	
	میزان	۵۰۵۰۰	۴۲۰۸۳	۳۴۷۷۱	-	

مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ ایسی بڑی مجالس جہاں زعماء اعلیٰ مقرر ہیں ۔ اور ان مجالس کی بجٹ بھی بہت زیادہ ہیں ۔ ان مجالس میں سے جن عہدیداران نے نمایاں کام کیا ہے ان کے نام دُعا کی غرض سے آپ کے سامنے پیش کر دوں ۔ جو یہ ہیں :۔

(۱) مولانا ابوالمنیر نور الحق صاحب ۔ زعیم اعلیٰ ربوہ (۲) خان محمد شفیع خان صاحب زعیم اعلیٰ کراچی ۔
(۳) میاں بشیر احمد صاحب " کوئٹہ (۴) چوہدری رکن الدین صاحب " پشاور
(۵) جناب شمس الرحمٰن خان صاحب بیرسٹر ناظم اعلیٰ مشرقی پاکستان (۶) میاں محمد سعید صاحب " ملتان
(۷) بابو عبدالکریم صاحب ۔ نائب زعیم مال گوجرانوالہ ۔

اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے ۔

قیادتِ تربیت

گذشتہ نو ۹ ماہ میں تربیت سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات اخبار الفضل میں شائع کر کے احباب کو اس جانب توجہ دلائی گئی ۔ چنانچہ ۔ نماز باجماعت کے متعلق تین ۳ اقتباسات ۔ تربیت اولاد کے متعلق تین اقتباسات ۔ باہمی اخوت ۱ اور اتحاد کے متعلق دو ۲ اقتباسات ۔ اسلامی تعلیم اور اخلاق فاضلہ کو اپنانے کے متعلق دو ۲ اقتباسات ۔ الفضل میں شائع کئے گئے ۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف الوصیت کے مطالعہ اور درس کے اہتمام کی طرف توجہ دلائی گئی ۔ متعدد مجالس میں یہ درس جاری کیا گیا ۔ ربوہ میں مکرم زعیم اعلیٰ صاحب کے زیر اہتمام تین تربیتی عام اجلاس کئے گئے ۔ جنکی صدارت کے فرائض خاکسار (قائد تربیت) کے ذمہ تھے ۔ قیادت تربیت انصار اللہ ہر سال ایک ہفتہ تربیت و اصلاح مناتی ہے جس میں تربیت سے متعلق مضامین مقرر کئے جاتے ہیں ۔ اس سال ہفتہ تربیت کے لئے چھ مضامین مقرر کئے گئے تھے اگست کے شروع میں ان مضامین کے نوٹ تیار کروا کر انہیں طبع کروا دیا گیا ۔ اور پھر تمام مجالس انصار اللہ کو جن کی تعداد ۵۶۰ ہے یہ ٹریکٹ ارسال کئے گئے ۔ نوٹوں کے مرتبین مندرجہ ذیل اصحاب ہیں :۔

مکرم جناب نسیم سیفی صاحب ۔ مکرم جناب ملک محمد عبد اللہ صاحب ۔ مکرم جناب مولوی دوست محمد صاحب شاہد ۔ مکرم جناب مسعود احمد خانصاحب دہلوی ۔ مکرم جناب حکیم خورشید احمد صاحب مولویفاضل اور خاکسار ابو العطاء جالندھری ۔

مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے ہفتہ تربیت کے انعقاد کی رپورٹیں بھی موصول ہوئی ہیں :۔

کراچی ۔ حیدر آباد ۔ بدین ۔ نصرت آباد ۔ لاہور ۔ گنج مغلپورہ ۔ کنری ۔ ربوہ ۔ سرگودھا ۔ چک منگلا ۔ چکوال ۔ راولپنڈی ۔ پشاور ۔ جہلم ۔ گجرات ۔ سانگہ ہل ۔ شیخوپورہ ۔ آنبہ ۔ لاڑکانہ ۔ سکھر ۔ سیالکوٹ ۔ وزیر آباد ۔ چک ۵۸ ج ب (لائل پور) کرنڈی (سابق سندھ) ترگڑی (گوجرانوالہ) ۔ گوجرانوالہ ۔ سعد اللہ پور (گجرات) جھنگ صدر ۔ چک مراد (بہاولنگر) ساہی وال ۔ گوجرخان ۔ نواب شاہ ۔ لائل پور ۔

ان ۳۳ مقامات کے علاوہ محلہ جات ربوہ کی سولہ ۱۶ سترہ ۱۷ مجالس انصار اللہ نے بھی اہتمام سے ہفتہ تربیت منایا ۔

وقفِ عارضی کی تحریک :۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے وقف عارضی کی بابرکت تحریک جاری فرمائی ہے ۔ اس تحریک کے متعلق بھی انصار کو ترغیب دینے کا کام بھی قیادت تربیت کی ذمہ داریوں میں ہے ۔ وقفِ عارضی کی تحریک نہایت بابرکت ہے ۔ تھوڑے سے عرصہ میں ہی اس تحریک کے نہایت اعلیٰ فوائد اور بہت ہی خوشکن اثرات ظاہر ہو رہے ہیں ۔ جن کا کسی قدر اندازہ احباب کو اخبار الفضل کے ذریعہ ہوتا رہتا ہے ۔ سچی بات یہ ہے ۔ کہ اس بابرکت تحریک نے جماعتوں کے اندر ایک بیداری کی لہر پیدا کر دی ہے ۔ اور ایک ایسی پاکیزہ اور نیک تبدیلی پیدا کر دی ہے ۔ جو اپنی مثال آپ ہے ۔

قیادتِ اصلاح و ارشاد

سالانہ پروگرام :۔ جملہ مجالس انصار اللہ کے لئے اصلاح و ارشاد سے متعلق ایک سالانہ پروگرام تجویز کر کے اسکی زیادہ سے زیادہ اشاعت کی گئی ۔ دوران سال زعماء اضلاع کو خطوط کے ذریعہ ۔ نیز اخبار الفضل کے توسط سے اس کی یاد دہانی کروائی جاتی رہی ۔ مجالس کی ماہانہ رپورٹوں کا محاسبہ کیا جاتا رہا ۔ اور عند الضرورت ان کی راہنمائی کی جاتی رہی ۔

دورہ جات :۔ حسب ذیل مجالس میں قائد یا نائب قائد کی طرف سے دورہ کیا گیا ۔ اور اصلاح و ارشاد کی طرف توجہ دلائی گئی ۔

کراچی ۔ ملتان ۔ سیالکوٹ شہر ۔ گوجرانوالہ شہر ۔ لاہور ۔ راولپنڈی ساہی وال ۔ چکوال ۔ ربوہ ۔ ڈھاکہ ۔ چٹاگانگ ۔ برہمن بڑیہ ۔ چارڈکھیا سندربن ۔ لاٹھی ۔ چواڈنگا ۔ رنگ پور ۔ ماہی گنج ۔ بھات گاؤں ۔ دیناج پور ۔ احمد نگر ۔ میمن سنگھ ۔ تیج گاؤں ۔ نرائن گنج ۔

علمی مجالس :۔ مجالس نے دوران سال تربیتی ہفتہ منایا جس کے دوران اصلاح و ارشاد کے متعلق بھی تقاریر ہوئیں اور اعتراضات کے جوابات واضح کرنے کا پروگرام بھی عمل میں لایا گیا ۔

تقسیم لٹریچر :۔ علاوہ ازیں مجالس کی ماہانہ رپورٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قریباً دس ہزار افراد کو پیغام حق پہنچایا گیا ۔ زبانی وعظ و نصیحت کے علاوہ ہزاروں پمفلٹس اور ٹریکٹس تقسیم کئے گئے ۔ اور سینکڑوں دوستوں کو

سلسلہ کی ضخیم کتب اور سلسلہ کے اخبار ورسائل دیئے جاتے رہے۔ ایک چار ورقہ پمفلٹ ۴ ہزار کی تعداد میں بعنوان "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا مقصد" شائع کیا گیا۔

قیادت اصلاح وارشاد کی طرف سے تقریباً سوا سو ۱۲۵ خریدار رسالہ انصار اللہ کے لئے مہیا کئے گئے۔

بیعتیں: ۔ اگرچہ مجالس نے اصلاح وارشاد کے ضمن میں مکمل طور پر اپنی مساعی کی رپورٹیں مرکز میں نہیں بھجوائیں۔ تاہم موصول شدہ رپورٹوں سے بیعتوں کی تعداد ننانوے ۹۹ تک معلوم ہو سکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت بخشے۔ اس میں کراچی۔ انبہ۔ پشاور اور احمد نگر (مشرقی پاکستان) کی مجالس نمایاں ہیں۔

متفرق: ۔ سال رواں کے پروگرام میں غیر از جماعت رشتہ داروں کو خاص طور پر وعظ و نصیحت کرنا شامل تھا۔ مگر اس بارہ میں کماحقہ، توجہ نہیں کی گئی۔ سال کے بقیہ حصہ میں مجالس کو چاہیئے۔ کہ اس کی تلافی کریں۔

شائع کردہ

شیخ محبوب عالم خالد ایم اے

قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

(۲۰ر دسمبر ۱۹۶۷ء)

مطبوعہ۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

ضمیمہ ماہنامہ انصاراللہ بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۷ء

نتیجہ امتحان انصاراللہ سہ ماہی سوم ۱۹۶۷ء

اس امتحان کا نصاب "لیکچر لاہور" اور چند دعاؤں پر مشتمل تھا۔ معیار اوّل میں ۱۶۶ اراکین کرام نے حصّہ لیا۔ جن میں سے ۱۵۳ درجہ اوّل اور باقی ۱۳ درجہ دوم میں آئے۔ مکرم محمد ابراہیم صاحب شاد ساکن چک چہور اوّل رہے اور مکرم ملک نصیر احمد خاں صاحب آف ناظم آباد کراچی دوم۔ معیار دوم میں آٹھ اراکین کرام شامل ہوئے جنہیں سے چھ درجہ اوّل میں آئے اور دو درجہ دوم میں۔

قائد تعلیم

معیار اوّل

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن	نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱	دارالصدر غربی ب	مکرم حاجی رشید احمد صاحب	I	۱۹	گوجرہ	مکرم محمد شریف صاحب	I
۲	″	″ ماسٹر غلام احمد صاحب	″	۲۰	″	″ مرزا محمد لطیف صاحب	″
۳	″	″ قاری محمد امین صاحب	″	۲۱	″	″ برکت اللہ صاحب	″
۴	″	″ چوہدری حبیب احمد صاحب	″	۲۲	″	″ مرزا غلام مصطفیٰ صاحب	″
۵	″	″ ″ اللہ بخش صاحب	۔	۲۳	″	″ کرم شاہ صاحب	″
۶	″	″ ″ غلام مرتضیٰ صاحب	″	۲۴	کریم نگر فارم	″ محمد عبداللہ صاحب	″
۷	″	″ میجر عبدالحمید صاحب	″	۲۵	″	″ نذیر احمد صاحب	″
۸	″	″ چوہدری فیروز خان صاحب	″	۲۶	اسلامیہ پارک لاہور	″ مسعود احمد صاحب بخاری	″
۹	″	″ قریشی محمد یوسف صاحب	″	۲۷	″	″ چوہدری عبدالمالک صاحب	″
۱۰	″	″ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب	″	۲۸	″	″ سردار بشیر احمد صاحب	″
۱۱	″	″ عبدالرحمٰن صاحب دہلوی	″	۲۹	″	″ عزیز محمد خان صاحب	″
۱۲	″	″ محمد شریف صاحب ہاشمی	″	۳۰	گولیکی	″ پیرزادہ محمد اکبر سقراط صاحب	″
۱۳	″	″ چوہدری محمد ابراہیم صاحب رشید	″	۳۱	″	″ خورشید محمد صاحب	″
۱۴	گکھڑی	″ ماسٹر فضل کریم صاحب	″	۳۲	″	″ پیرزادہ فیض عالم صاحب	″
۱۵	″	″ ″ فضل دین صاحب طارق	″	۳۳	جہلم	″ عبدالحلیم صاحب	″
۱۶	″	″ سیّد عبدالمنان صاحب	″	۳۴	″	″ حکیم محمد عبداللہ صاحب	″
۱۷	″	″ عبدالغفور صاحب	″	۳۵	نوکوٹ	″ علی محمد صاحب	″
۱۸	گوجرہ	″ عبدالعزیز صاحب	″	۳۶	″	″ ڈاکٹر محمد یونس صاحب	″

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۳۷	نور کوٹ	مکرم محمد عبد اللہ صاحب	I
۳۸	سیالکوٹ	" محمد احمد صاحب قمر	"
۳۹	"	" محمد اقبال صاحب	"
۴۰	محمد آباد اسٹیٹ	" ولی محمد خاں صاحب	"
۴۱	باغبانپورہ لاہور	" عبد الرحمن صاحب	"
۴۲	بہاول نگر	" محمد خاں صاحب صنارانا ایڈووکیٹ	"
۴۳	"	" شیخ اقبال الدین صاحب	"
۴۴	"	" چوہدری غلام نبی صاحب	"
۴۵	"	" صوفی فضل محمد صاحب	II
۴۶	"	" محمد بشیر صاحب فاروقی	"
۴۷	"	" محمد عباس صاحب	"
۴۸	کلر کہار	" سلطان بخش صاحب	"
۴۹	محمد آباد اسٹیٹ	" برکت اللہ صاحب	I
۵۰	"	" ممتاز احمد صاحب	"
۵۱	"	" بشیر احمد صاحب روشن نگر محمد آباد	II
۵۲	"	" پیر محمد صاحب	I
۵۳	"	" محمد حسین صاحب	"
۵۴	فیکٹری ایریا ربوہ	" سید محمد محسن شاہ صاحب	"
۵۵	"	" سید محمد شریف صاحب	"
۵۶	دار النصر غربی ربوہ	" حکیم نذیر احمد صاحب	II
۵۷	"	" غلام قادر صاحب	"
۵۸	دار الرحمت شرقی ربوہ	" عبد القدیر صاحب	I
۵۹	"	" بشیر احمد صاحب	"
۶۰	"	" ملک محمد احمد صاحب	"
۶۱	"	" مرزا برکت علی صاحب	"
۶۲	دار البرکات ربوہ	" مولوی امام علی صاحب	"
۶۳	دار الیمن ربوہ	مکرم چوہدری مظفر حسین صاحب	I
۶۴	"	" ماسٹر شیر علی صاحب	"
۶۵	دار العلوم	" شیخ عنایت اللہ صاحب	"
۶۶	"	" میاں نور محمد صاحب معلم وقف جدید	"
۶۷	"	" سید محمد اقبال حسین شاہ صاحب ڈگری کالج	"
۶۸	دار الرحمت وسطی ربوہ	" صوفی خدا بخش صاحب	"
۶۹	"	" عبد المومن صاحب کاٹھگڑھی	"
۷۰	"	" محمد عبد اللہ صاحب قریشی	"
۷۱	"	" ملک محمد شفیع صاحب	"
۷۲	"	" ملک محمد عبد اللہ صاحب	"
۷۳	"	" فتح محمد صاحب انسپکٹر	"
۷۴	دار الرحمت غربی ربوہ	" مرزا امیر احمد صاحب	"
۷۵	"	" ناصر احمد صاحب صدیقی	"
۷۶	"	" کیپٹن محمد سعید صاحب	"
۷۷	"	" حکیم عبد الرحمن شاہ صاحب	"
۷۸	"	" خان میر خاں صاحب	"
۷۹	"	" حکیم فضل الٰہی صاحب	"
۸۰	دار الصدر غربی ر	" غلام مصطفیٰ صاحب	"
۸۱	"	" اشرف علی صاحب	"
۸۲	چک نمبر ۱۶۸/۱۷۱ منگلا	" اللہ بخش صاحب اول منگلا	"
۸۳	"	" اللہ بخش صاحب ثانی	II
۸۴	چنیوٹ	" محمد احسان الٰہی صاحب جنجوعہ	I
۸۵	کوٹ محمد یار	" غلام احمد صاحب	II
۸۶	"	" ماسٹر خدا بخش صاحب	"
۸۷	چنیوٹ	" غلام دین صاحب	"
۸۸	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۸۹	کوئٹہ	مکرم احمد الدین صاحب بٹ	I
۹۰	"	" ایم آئی عیسیٰ صاحب	"
۹۱	"	" اعزاز علی صاحب	"
۹۲	"	" مرزا محمد صادق صاحب	"
۹۳	"	" " محمد فاضل صاحب	"
۹۴	"	" محمد عیسیٰ جان صاحب	"
۹۵	"	" عبد الحمید خان صاحب	"
۹۶	"	" محمد عبد القیوم صاحب	"
۹۷	"	" نواب الدین صاحب	"
۹۸	"	" ملک غلام حسین صاحب	"
۹۹	"	" محمد اسحٰق عابد صاحب	"
۱۰۰	"	" محمد حیات چوہدری صاحب	"
۱۰۱	"	" محمد عبد الحق صاحب جنجوعہ	"
۱۰۲	"	" صوبیدار محمد افضل خان صاحب	"
۱۰۳	"	" سید عبد الرشید صاحب	"
۱۰۴	"	" صوبیدار محمد شریف احمد صاحب	"
۱۰۵	"	" میجر ڈاکٹر منیر احمد صاحب خالد	"
۱۰۶	"	" عبد الکریم صاحب ٹیلر ماسٹر	"
۱۰۷	"	" میاں عبد القیوم صاحب ایم اے	"
۱۰۸	چک ۱۱۷ چھور	" محمد ابراہیم صاحب شاد	فرسٹ
۱۰۹	ملتان	" چوہدری رشید احمد صاحب	I
۱۱۰	"	" محمد اعظم خان صاحب	"
۱۱۱	"	" مستری یار محمد صاحب	"
۱۱۲	"	" ماسٹر امیر احمد صاحب	"
۱۱۳	"	" چوہدری عنایت اللہ صاحب بھٹی	"
۱۱۴	"	" منظور علی خان صاحب	"
۱۱۵	ملتان	مکرم خان عبد الرحیم خان صاحب	I
۱۱۶	"	" ملک شیر محمد صاحب جوکہ	"
۱۱۷	گوجرانوالہ	" ماسٹر عبد الحمید صاحب ہیڈ ماسٹر	II
۱۱۸	"	" شیخ عبد الرحیم صاحب	I
۱۱۹	"	" محمد شریف صاحب	"
۱۲۰	"	" محمد شریف ولد عبد اللہ صاحب	"
۱۲۱	"	" ماسٹر محمد بخش صاحب سونگی	"
۱۲۲	"	" چوہدری محمد شفیع صاحب	"
۱۲۳	"	" " خورشید احمد صاحب	"
۱۲۴	کراچی بی سینیا لین حلقہ	" مرزا سردار محمد صاحب	II
۱۲۵	پیر الٰہی بخش کالونی کراچی	" میجر سید محمود احمد شاہ صاحب بخاری	I
۱۲۶	" "	" " ڈاکٹر ظہور الحسن صاحب	"
۱۲۷	رام سوامی "	" مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب	"
۱۲۸	صدر "	" نذیر احمد صاحب سیالکوٹی	"
۱۲۹	لارنس روڈ "	" مولوی عبد المجید صاحب	"
۱۳۰	لیاقت آباد "	" محمد عبد اللہ مہر صاحب	"
۱۳۱	" "	" چوہدری فضل الرحمٰن صاحب	"
۱۳۲	مارٹن روڈ "	" سید محمد یوسف شاہ صاحب	"
۱۳۳	" "	" چوہدری عزیز اللہ صاحب	"
۱۳۴	" "	" آفتاب احمد صاحب بسمل	"
۱۳۵	ناظم آباد جنوبی "	" محمد شفیع خان صاحب نجیب آبادی	"
۱۳۶	" "	" مولوی صدر الدین صاحب کھوکھر	"
۱۳۷	" "	" چوہدری سلطان محمود صاحب	"
۱۳۸	" "	" ملک نصیر احمد خان صاحب	سیکنڈ
۱۳۹	ہاؤسنگ سوسائٹی "	" چوہدری احمد مختار صاحب	"
۱۴۰	" "	" شیخ خلیل الرحمٰن صاحب	"

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۴۱	ہاؤسنگ سوسائٹی کراچی	مکرم مسعود احمد صاحب خورشید	I
۱۴۲	ماڑی پور "	" ملک محمد اشرف خانصاحب	"
۱۴۳	سعود آباد ملیر "	" ملک عبد الرحمٰن صاحب	"
۱۴۴	" "	" سیّد عبد الکریم صاحب	"
۱۴۵	سکھر	" محمد رفیع صوفی صاحب	"
۱۴۶	"	" قریشی عبد الرحمٰن صاحب	"
۱۴۷	"	" راجہ فخر الدین صاحب	"
۱۴۸	چک نمبر ۲۷/۸ کاچیلو	" صوفی غلام محمد صاحب عاصی	"
۱۴۹	مرالہ	" شاہ محمد صاحب	"
۱۵۰	منڈی بہاؤ الدین	" چوہدری نذیر احمد صاحب	"
۱۵۱	بادہ مسن	" محکم الدین صاحب	"
۱۵۲	دار الصدر شرقی ربوہ	" مختار احمد صاحب	"
۱۵۳	" "	" صوفی رمضان علی صاحب	"
۱۵۴	سانگلہ ہل	" شیخ عبد الرشید صاحب	"
۱۵۵	پشاور	" چوہدری رکن الدین صاحب	"
۱۵۶	"	" رحیم بخش صاحب	"
۱۵۷	"	" عبد الغفور صاحب	"
۱۵۸	"	" سید مہربان شاہ صاحب	"

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱۵۹	پشاور	مکرم نیاز قطب احمد صاحب بٹ	I
۱۶۰	"	" مرزا افضل محمود صاحب	"
۱۶۱	"	" خلیل الرحمٰن صاحب احمدی	"
۱۶۲	"	" ملک سعادت احمد صاحب دکانزدیں	"
۱۶۳	"	" مبارک احمد صاحب ملک	"
۱۶۴	"	" میاں عبد الرشید صاحب	"
۱۶۵	"	" محمد الطاف صاحب	"
۱۶۶	محمود سندھ ضلع نواب شاہ	" برکت اللہ صاحب ہوشیارپوری	"

معیار دوم

نمبر شمار	نام مجلس	نام امتحان دہندگان	ڈویژن
۱	ناظم آباد جنوبی کراچی	مکرم سید محمد سعید صاحب	I
۲	گوسے کی	" ماسٹر اللہ دتا صاحب	"
۳	"	" چوہدری علی محمد صاحب	"
۴	"	" عبد اللہ خانصاحب	II
۵	"	" فتح عالم صاحب دھاریوالہ	I
۶	"	" پیر محمد اکبر شاہ صاحب	"
۷	"	" میاں بشیر احمد صاحب دھاریوالہ	II
۸	"	" مولوی محمد نور صاحب	I

فضل احمد
قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

محمد ارشد خوشنویس دار الصدر غربی ربوہ — مطبوعہ۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

ہمارے جلسۂ سالانہ کی عظمت و اہمیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پر درد و پر سوز دعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

''لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنی ادنی حرجوں کی پروا نہ کریں ۔ خداتعالی مخلصوں کو ہر یک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے ۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خداتعالی نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آ ملیں گی ۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالی ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور انکی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم وغم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو ۔ اے خدا اے ذوالمجد و العطاء اور رحیم اور مشکل کشایہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے ۔ آمین ثم آمین ''

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲

ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا ۔